الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :۔ نصیر احمد قمر

جلد12 | جمعۃ المبارک25رفروری2005ء | 15رمحرم الحرام 1425 ہجری قمری ❁ 25رتبلیغ 1384 ہجری شمسی | شمارہ 08

دعا کرنے کی برکات

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہوچکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو''۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

تبدیلی اور اصلاح کس طرح ہو؟ اس کا جواب وہی ہے کہ نماز سے جو اصل دعا ہے۔
قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

تبدیلی اور اصلاح کس طرح ہو؟ اس کا جواب وہی ہے کہ نماز سے جو اصل دعا ہے۔ قرآن شریف پر تدبّر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اُس کی تعلیم اُس زمانہ کے حسب حال ہوتو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

پھر تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالَم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا ایک اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نری رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔

ایسا ہی حج بھی ہے۔ حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کرکے چلا آوے۔ اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے۔ سمجھنا چاہئے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشّق باللہ اور محبتِ الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اس کے مقابلہ میں نہ اُسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پرواہو، نہ عزیز و اقارب سے جدائی کا فکر ہو۔ جیسے عاشق اور مُحبّ اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے۔ اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے۔ جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں بھی طواف رکھا ہے۔ یہ ایک باریک نکتہ ہے۔ جیسا بیت اللہ ہے، ایک اس سے اوپر بھی ہے۔ جب تک اس کا طواف نہ کرو یہ طواف مفید نہیں اور ثواب نہیں۔ اس کا طواف کرنے والوں کو چاہئے کہ دنیا کے کپڑے اتار کر فروتنی اور انکساری اختیار کرے اور عاشقانہ رنگ میں پھر طواف کرے۔ طواف عشق الٰہی کی نشانی ہے اور اس کے معنے یہ ہیں کہ گویا مرضات اللہ ہی کے گرد طواف کرنا چاہئے اور کوئی غرض باقی نہیں۔

اسی طرح پر زکوٰۃ ہے۔ بہت سے لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں مگر وہ اتنا بھی نہیں سوچتے اور سمجھتے کہ یہ کس کی زکوٰۃ ہے۔ اگر کُتّے کو ذبح کر دیا جائے یا سؤر کو ذبح کر ڈالو تو وہ صرف ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو جائے گا۔ زکوٰۃ تزکیہ سے نکلی ہے۔ مال کو پاک کرو اور پھر اس میں سے زکوٰۃ دو۔ جو اس میں سے دیتا ہے اُس کا صدق قائم ہے لیکن جو حلال حرام کی تمیز نہیں کرتا وہ اس کے اصل مفہوم سے دور پڑا ہوا ہے۔ اس قسم کی غلطیوں سے دستبردار ہونا چاہئے اور ان ارکان کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لینا چاہئے تب یہ ارکان نجات دیتے ہیں ورنہ نہیں اور انسان کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ فخر کرنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا کوئی انفسی یا آفاقی شریک نہ ٹھہراؤ اور اعمالِ صالحہ بجالاؤ۔ مال سے محبت نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ﴾۔(آل عمران:93)۔ یعنی تم بِرّ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ مال خرچ نہ کرو جس کو تم عزیز رکھتے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو اپنا اسوہ بناؤ اور دیکھو کہ وہ زمانہ تھا جب صحابہؓ نے نہ اپنی جان کو عزیز سمجھا نہ اولاد اور بیویوں کو۔ بلکہ ہر ایک ان میں سے اس بات کا حریص تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں شہید ہو جاؤں۔ تم حلفاً بیان کرو کیا تمہارے اندر یہ بات ہے؟ جب ذرا سا بھی ابتلا آجاوے تو گھبرا جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ہی کی شکایت کرنے لگتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبھی مسلمان نہیں کہلا سکتے''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102-104 جدید ایڈیشن)

فرمودات خلفاء

کائنات کی وسعت

آیت الکرسی کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''﴿وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ﴾ میں سائنس کے اس عظیم الشان نکتہ کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ کائنات عالم کی لمبائی کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس زمانہ میں جس حد تک علم ہیئت میں ترقی ہوچکی ہے اتنی پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ آج دنیا کی لمبائی کا اندازہ میلوں میں نہیں لگایا جاتا۔ مثلاً یہ نہیں کہا جاتا کہ ایک زمین سے دوسری زمین تک اتنے میل کا فاصلہ ہے بلکہ اس لمبائی کا اندازہ روشنی کی رفتار سے لگایا جاتا ہے۔ روشنی ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ اسّی ہزار میل چلتی ہے۔ اور دنیا کی وسعت کا اندازہ اس نور کی روشنی سے لگاتے ہیں۔ گویا یہ بھی ﴿اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ﴾(النور:36) کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ اس آیت میں بتایا گیا تھا کہ زمین و آسمان کی وسعت کا اندازہ تم کسی چیز سے نہیں لگا سکتے صرف نور اور اُس کی رفتار سے ہی لگا سکتے ہو۔ غرض جب ایک سیکنڈ میں روشنی ایک لاکھ اسّی ہزار میل چلتی ہے تو ایک منٹ میں ایک کروڑ آٹھ لاکھ میل چلے گی۔ پھر اُسے ایک گھنٹہ کے ساتھ ضرب دو تو یہ 64 کروڑ 80 لاکھ میل بنتے ہیں۔ ان میلوں کو ایک دن کی روشنی کا حساب لگانے کے لئے 24 سے ضرب دیں تو یہ 15/ارب 55 کروڑ 20 لاکھ میل رفتار بن جاتی ہے۔ اب پھر ایک سال کی رفتار کا حساب لگانے کے لئے 360 دنوں سے ضرب دیں تو 55 کھرب 76 ارب 72 کروڑ میل بنتے ہیں۔ یہ حساب صرف روشنی کے ایک سال کی لمبائی کا ہوتا ہے۔ لیکن دنیا کی لمبائی علم ہیئت والے روشنی کے تین ہزار سال قرار دیتے تھے۔ پس ان اعداد کو تین ہزار سال سے ضرب دینی ہوگی۔ اب اس کا حاصل ضرب جو نکلے وہ حسابی لحاظ سے درحقیقت حساب ہی نہیں سمجھا جاتا۔ مگر یہ حساب یہیں نہیں ختم ہوگیا۔ جوں جوں نئے آلات دریافت ہو رہے ہیں یہ اندازے بھی غلط ثابت ہو رہے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد یہ قرار دیا گیا کہ دنیا کی لمبائی روشنی کے چھ ہزار سال کے برابر ہے۔ مگر اس کے بعد تحقیق ہوئی کہ یہ سب باتیں غلط ہیں۔ ہم دنیا کی لمبائی کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے......''۔

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 584,583)

❁❁❁❁❁

اداریہ

الزام تراشی۔ بھیانک معاشرتی جرم

صبر ہر رنگ میں اچھا ہے پر اے مردِ عقیل   غلط الزام پہ ہو صبر تو ہے صبر جمیل

تاریخ اسلام میں واقعۂ افک کے نام سے ایک نہایت دلدوز اور افسوسناک امر کا ذکر ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ آپؐ کے ہمراہ تھیں۔ رات کے پڑاؤ کے بعد صبح جب قافلہ چلنے لگا تو امّ المومنین حضرت عائشہؓ حوائج بشریہ سے فراغت کے سلسلہ میں پیچھے رہ گئیں اور آپ کے اونٹ کا ساربان اپنی غفلت سے خالی کجاوہ اونٹ پر رکھ کر قافلہ کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ حضرت عائشہؓ جب واپس تشریف لائیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ آپؓ پریشانی وحیرانی کے عالم میں تھیں کہ ایک صحابی جن کے ذمہ یہ کام تھا کہ وہ قافلہ کی روانگی کے بعد گری پڑی اشیاء کا خیال کر لیا کرے وہ آ گئے۔ انہوں نے اپنا اونٹ وہاں روکا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس اونٹ پر سوار ہو کر جلد ہی باقی قافلہ کے ساتھ جا ملیں۔ اتنی سی بات کو بعض بد بخت لے اڑے اور حضرت عائشہؓ پر الزام تراشی شروع کر دی اور اپنی دنیا و عاقبت برباد کر لی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً اس شرمناک الزام پر زیادہ توجہ نہیں دی ہوگی اور اسے ایک جھوٹ اور بہتان ہی سمجھا ہوگا مگر دوسرے لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے آپؐ نے حضرت عائشہ کی سہیلیوں اور بعض اصحاب کبار سے مشورہ تو ضرور کیا مگر از خود کوئی فیصلہ نہ فرمایا مبادا کہ بدظنی اور الزام تراشی کی وجہ سے جو لوگ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں ان کو الزام کی اس آگ کو اور ہوا دینے کے لئے کوئی بہانہ مل جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر یہ ایام کتنے گراں اور مشکل ہوں گے، اس کا پوری طرح اندازہ کرنا بھی مشکل ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے اس پاکدامن عفیفہ پر اس شرمناک الزام کی تردید کرتے ہوئے وحیٔ الٰہی سے آپ کی مکمل بریت کا اعلان فرمایا اور اس طرح حضرت عائشہؓ کے دکھوں کی یہ تاریک رات ختم ہوئی۔

اس واقعہ کا بیان اور تکرار بھی تکلیف دہ ہے۔ مگر قرآن مجید نے اس واقعہ کو ہمیشہ کے لئے اس غرض سے محفوظ فرما دیا کہ الزام تراشی اور بہتان طرازی کی انتہائی خوفناک اور تباہ کن حرکت کی برائی اور نقصانات کو واضح کر دیا جائے کہ کسی بھولی بھالی عفت مآب خاتون پر کوئی الزام لگا دینا، کسی نیک شریف انسان پر غبن، چوری یا کوئی اخلاقی الزام لگا دینا تو بہت ہی آسان کام ہے مگر جس پر الزام لگایا جاتا ہے اس پر تو قیامت گزر جاتی ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے یہ اصول بتا دیا کہ ایسی بات کو سنتے ہی ہر پاک نفس انسان کو سب سے اول تو از راہ حسن ظنی یہی سوچنا چاہئے کہ یہ کھلا کھلا بہتان ہے اور یہ کہ ﴿مَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا۔ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾ (النور:17)۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر قسم کے نقائص سے پاک ہے مگر ایسے معاملہ میں ہمیں تو منہ کھولنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے اور یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

الزام تراشی یعنی معاشرہ کے امن وسکون کو برباد کرنے والی اس حرکت کو نہایت سخت الفاظ میں بیان کر کے اور اس سے بکلّی الگ رہنے کی تلقین کر کے قرآن مجید نے یہ رہنما اصول بیان کر دیا کہ ہر وہ شخص جو پاک خیالات رکھتا اور نیک اعمال بجا لانا چاہتا ہے وہ اشاعت فحش میں کسی طرح بھی حصہ دار نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید نے الزام تراشی کی سزا بدکاری کی سزا کے قریباً برابر بلکہ ایک لحاظ سے زیادہ ہی رکھی ہے۔ اس میں بھی یہی حکمت کارفرما ہے کہ معاشرہ میں بدی کا چرچا جو بدی کو عام کرنے کا باعث ہوسکتا ہے، ہرگز نہ ہو۔

سورۃ النور کے مطالعہ سے تو یہی حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ کسی الزام کی صورت میں مومنوں کو حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے ملزم کی بجائے الزام تراش اور اس کے الزام کے گھناؤنے پن کو سامنے رکھتے ہوئے اس سے مکمل اجتناب اور براءت کا اظہار کرنا چاہئے۔ الزام تراشی و بہتان طرازی گناہ کے ماحول میں ہی پنپ سکتی ہے کیونکہ تجسّس، بدظنی اور غیبت جیسے افعال قبیحہ و رذیلہ ہی اس کے لئے سازگار ماحول بن سکتے ہیں۔ ایک صاف ستھری سوچ رکھنے والے سیدھے سادے مسلمان کو ایسی باتوں سے کیا لینا ہوتا ہے۔ وہ تو قرآنی حکم ﴿اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا﴾ (الفرقان:73) کے مطابق ایسی گندی باتوں اور غلط کاموں سے اپنے آپ کو ہمیشہ بچا کر رکھتا ہے۔ بلکہ اس سے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ الزام لگانے والا خود گندی ذہنیت کا مالک ہے اور اس کا رجحان نیکی کی طرف نہیں بلکہ بدی کی طرف ہے اور بدی کی رغبت کی وجہ سے وہ ایسی باتوں کی طرف توجہ دے کر خود بھی گمراہ ہوتا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی شیطانی حرکت کا ارتکاب کرتا ہے۔

یہاں یہ وضاحت بھی غیر ضروری نہ ہوگی کہ اگر کوئی شخص الزام نہیں لگا رہا بلکہ حقیقت بیان کر رہا ہے اور اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے اس کے پاس کافی شرعی جواز اور ثبوت بھی موجود ہیں پھر بھی اگر وہ غیر متعلق افراد کے سامنے اس بات کو پیش کرتا اور اس کی عام اشاعت کرتا ہے تو وہ خلاف شریعت غلط کام کا ارتکاب کر رہا ہے۔ اسے متعلقہ افسروں اور منتظمین کے سوا کسی اور سے ایسی بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے   تو پھر کیوں ظن بد سے ڈر نہیں ہے
کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت   بدی سے خود وہ رکھتا ہے ارادت
گمان بد شیاطیں کا ہے پیشہ   نہ اہل عفت و دیں کا ہے پیشہ
وہی کرتا ہے ظن بد بِلا ریب   کہ جو رکھتا ہے پردہ میں وہی عیب

(عبدالباسط شاہد)

سونامی

کیا کہتا ہے سونامی محسوس کیا لوگو
اللہ سے غفلت پہ ملتی ہے سزا لوگو
کس جرم پہ حشر اُٹھا کچھ غور کیا لوگو
غصے میں بھرا ہے وہ کچھ ڈر بھی لگا لوگو

طوفان حوادث ہیں منہ پھاڑے ہوئے رہتے
وہ رحم کا عادی ہے کیا اس کو ہوا لوگو
اُلٹاتا ہے کیوں قاہر بستی ہوئی بستی کو
پکڑی نہیں کیوں عبرت کیا ہم کو ہوا لوگو

وہ کونسی لعنت ہے جس کو نہیں اپنایا
بے راہ روی پر وہ ہوتا ہے خفا لوگو
قرآن میں جو باعث لکھے ہیں عذابوں کے
سب آج ہوئے یکجا کیا ہم نے کیا لوگو

اک قوم تباہ کر کے لے آتا ہے وہ دُوجی
سوچو تو کسی نے تھا انذار کیا لوگو
پہلے وہ جگاتا ہے سو بار جگاتا ہے
پھر بھی نہ کوئی جاگے دیتا ہے سُلا، لوگو

فحاشی کا سونامی، عریانی کا سونامی
بے دینی کا سونامی، ہے در پہ کھڑا لوگو
کوئی کشتیٔ نوح ڈھونڈو کوئی دیکھو درِ توبہ
جب فیصلہ آجائے پھر کون بچا لوگو

(امۃ الباری ناصر - کراچی)

حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب مبلغ انگلستان کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زریں نصائح

حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب 6؍ستمبر 1913ء کو بغرض تبلیغ انگلستان روانہ ہوئے۔ حضور نے ان کو جو تفصیلی ہدایات و نصائح اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر دیں۔ ان کا ملخص یہ ہے:۔

اس بات کو خوب یاد رکھیں کہ یورپ کو فتح کرنے جاتے ہیں نہ کہ مفتوح ہونے۔ یورپ کی ہوا کے آگے نہ گریں۔ بلکہ اہل یورپ کو اسلامی تہذیب کی طرف لانے کی کوشش کریں۔ خدا کی بادشاہت کے دروازوں کو تنگ نہ کریں۔ لیکن عقائد صحیحہ کے اظہار سے کبھی نہ جھجکیں۔ کھانے پینے پہننے میں اسراف اور تکلف سے کام نہ لیں۔ اخلاص سے سمجھائیں اور محبت سے کلام کریں۔ ہر ہفتہ مفصل خط لکھ کر ڈال دیں۔ اور خاص طور پر دعا کریں۔ تعجب نہ کریں اگر خط کے پہنچتے ہی یا پہنچنے سے پہلے ہی جواب مل جائے۔ خدا کی قدرتیں وسیع اور اس کی طاقت بے انتہا ہے۔ اپنے اندر تصوف کا رنگ پیدا کریں۔ کم خوردن، کم گفتن، کم خفتن عمدہ نسخہ ہے۔ اور تہجد ایک بڑا ہتھیار ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 177)

معراج کا شہرہ آفاق سفر

اعجازی مشاہدات اور عظیم مذہبی انقلاب

(دوست محمد شاہد مؤرخ احمدیت)

قرآنی سائنس

جس طرح تمام آسمانی کتابوں کا مغز قرآن شریف ہے اسی طرح زندہ خدا کی اس زندہ کتاب کا لطیف ترین خلاصہ سورۃ فاتحہ ہے جس کی آیت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ میں قرآنی سائنس کے وسیع سمندر کو صرف چار لفظوں سے منعکس کیا گیا ہے جو فی ذاتہٖ بھاری معجزہ ہے۔ اور اس کی حقیقی معرفت سورۂ آل عمران آیت ۹۲ کے اس عظیم الشان نکتہ سے ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو قیام وقعود ہی میں نہیں، پہلوؤں کے بل بھی آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں، بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے یہ کائنات بے مقصد پیدا نہیں فرمائی۔ تو پاک ہے پس ہمیں اپنی ناراضگی کی آگ کے عذاب سے بچالے۔ یہ ہے قرآنی سائنس جس کو پیش نظر رکھ کر قرآنی سائنسدان تمام جہانوں کی ریسرچ کرتا اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے بے شمار جلوے دیکھ کر سرتاپا حمد بن جاتا ہے۔

رب العالمین کی بصیرت افروز تفسیر

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’زبان عرب میں رب کا لفظ سات معنوں پر مشتمل ہے اور وہ یہ ہیں۔ مالک۔ سید۔ مدبر۔ مربی۔ قیم۔ منعم۔ متمم۔ چنانچہ ان سات معنوں میں سے تین معنی خدا تعالیٰ کی ذاتی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔ منجملہ ان کے مالک ہے اور مالک لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضہ تامہ ہو اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لاسکتا ہو اور بلا اشتراک غیر اس پر حق رکھتا ہو اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اُس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پا سکتا کیونکہ قبضہ تامہ اور تصرف تام اور حقوق تامہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لئے مسلم نہیں‘‘۔

(’’منن الرحمن‘‘ صفحہ ۷۔۸۔حاشیہ)

حضرت اقدسؑ نے اپنی کتب اور ملفوظات میں واضح فرمایا ہے کہ عالم کے معنے یہ ہیں جس سے مدبر بالا رادہ اور کامل و یگانہ صانع پر اس شان سے دلالت کرے اور اس کا علم اور خبر دے کہ کائنات کے صانع پر ایمان لانے کے لئے طالب حق کو مجبور کردے اور اسے مومن بندوں تک پہنچادے۔ حضور نے ’’اعجاز المسیح‘‘ میں اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ عالمین سے مراد مخلوق کو پیدا کرنے والے خدا کے سوا ہر ہستی ہے، خواہ وہ عالم ارواح سے ہو یا عالم اجسام سے اور خواہ وہ زمینی مخلوق میں سے ہو یا چاند اور ان کے علاوہ دیگر اجرام کی مانند کوئی چیز ہو، یہ سب جناب باری تعالیٰ کی ربوبیت کے تحت داخل ہیں۔ حضور انور ’’کشتی نوح‘‘ صفحہ ۳۸ حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

’’رب العالمین کیسا جامع کلمہ ہے۔ اگر ثابت ہو کہ اجرام فلکی میں آبادیاں ہیں تب بھی وہ آبادیاں اس کلمہ کے نیچے آئیں گی‘‘۔

جیسا کہ لغت سے ثابت ہے رب کے معنی مالک کے بھی ہیں۔ حضور نے اس نقطہ نگاہ سے ’’رب العالمین‘‘ کے مقام کو جن الفاظ سے واضح فرمایا ہے ان سے عہد قدیم وحاضر کے دہریہ اور ملحد فلاسفروں اور مادہ اور روح کو خدا تعالیٰ کی طرح ازلی ابدی ماننے والوں کے نظریات کو پاش پاش کردیا ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

’’اس کا کوئی ایسا کار پرداز نہیں جس کو اس نے زمین آسمان کی حکومت سونپ دی ہو اور آپ الگ ہو بیٹھا ہو اور آپ کچھ نہ کرتا ہو‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

عجائبات عالمین کی تین اقسام

حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

’’درحقیقت خدائے تعالیٰ نے اپنے عجیب عالم کو تین حصہ پر منقسم کر رکھا ہے۔

۱۔ عالم ظاہر جو آنکھوں اور کانوں اور دیگر حواس ظاہری کے ذریعہ اور آلاتِ خارجی کے توسل سے محسوس ہوسکتا ہے۔

۲۔ عالم باطن جو عقل اور قیاس کے ذریعہ سمجھ آسکتا ہے۔

۳۔ عالم باطن در باطن جو ایسا نازک اور لَایُدْرَک وفوق الخیالات عالم ہے جو تھوڑے ہیں جو اس سے خبر رکھتے ہیں وہ عالم غیب محض ہے جس تک پہنچنے کے لئے عقلوں کو طاقت نہیں دی گئی مگر ظن محض اور اس عالم پر کشف اور وحی اور الہام کے ذریعہ سے اطلاع ملتی ہے اور نہ کسی اور ذریعہ سے اور جیسی عادت اللہ بدیہی طور پر ثابت اور متحقق ہے کہ اس نے ان دو پہلے عالموں کے دریافت کرنے کے لئے جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے انسان کو طرح طرح کے حواس اور قوتیں عنایت کی ہیں۔ اس فیاض مطلق نے انسان کے لئے ایک ذریعہ رکھا ہے اور وہ ذریعہ وحی اور الہام اور کشف ہے جو کسی زمانہ میں بکلی بند اور موقوف نہیں رہ سکتا...... ایسا خیال بڑا ناپاک خیال ہے جو یہ سمجھا جائے جو خدائے تعالیٰ نے انسان کے دل میں تینوں عالموں کے اسرار معلوم کرنے کا شوق ڈال کر پھر تیسرے عالم کے وسائل وصول سے بکلی اس کو محروم رکھا ہے‘‘۔

(’’سرمہ چشم آریہ‘‘ حاشیہ صفحہ ۱۲۷۔۱۲۸)

سائنس اور مذہب کا دائرہ

اس وضاحت سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حقیقی مذہب اور سائنس میں ہرگز کوئی تصادم نہیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ نے ببانگ بلند یہ نظریہ پیش فرمایا کہ مذہب خدا کا قول ہے اور سائنس اس کا فعل۔ نیز پیشگوئی فرمائی:

’’جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب وغرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ یہی حال ان صحف مطہرہ کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو‘‘۔

(’’ازالہ اوہام‘‘ صفحہ ۳۰۵ تا ۳۱۲)

نیز فرمایا۔:

’’اس وقت خدا تعالیٰ نے...... مذہب کو ایک سائنس (علم) بنادیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ زمانہ کشف حقائق کا زمانہ ہے جبکہ ہر بات کو علمی رنگ میں ظاہر کیا جاتا ہے‘‘۔

(’’ملفوظات‘‘ جلد ۳ صفحہ ۲۳۵ طبع اوّل)

حضرت اقدس کے مندرجہ بالا اقتباس سے یہ فیصلہ کن راہ نمائی بھی ملتی ہے کہ سائنس کی تحقیقات کا دائرہ عالم ظاہر و باطن تک محدود ہے جس کا تعلق حواس ظاہری، آلات خارجی اور عقل وقیاس سے ہے لیکن عالم باطن در باطن تک اس کی رسائی نہ پہلے ممکن تھی نہ اب ہوسکتی ہے۔ اس کا واحد ذریعہ وحی، الہام اور کشف ہیں جو زندہ خدا کے زندہ مذہب پر ایمان لانے سے نصیب ہوتے ہیں اور یہ بدیہی امر ہے کہ ان تینوں نعمتوں کا تعلق براہ راست روح سے ہے جس کی تجلیات کا مرکز قلب ہے۔

عالم باطن در باطن کے حیرت انگیز اثرات

’’سرمہ چشم آریہ‘‘ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ذاتی مشاہدات کی بنا پر روح کی بیس زبردست قوتوں کی نشان فرمائی ہے اور لکھا ہے کہ اب تک قریباً پانچ ہزار نادر مکاشفات وعجائبات مجھ پر جناب الٰہی سے ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس ضمن میں یہ انکشاف کیا ہے کہ:۔

’’دنیا میں صاحب کشف پر ایسے ایسے اسرار ظاہر ہوتے ہیں کہ ان کی کنہ کو سمجھنے میں بکلی عقل عاجز رہ جاتی ہے۔ بعض اوقات صاحب کشف صدہا کوسوں کے فاصلہ سے باوجود حائل ہونے بے شمار حجابوں کے، ایک چیز کو صاف صاف دیکھ لیتا ہے...... بعض اوقات صاحب کشف اپنے عالم کشف میں جو بیداری سے نہایت مشابہ ہے ارواح گزشتہ سے ملاقات کرتا ہے...... اور سب سے تعجب کا یہ مقام ہے کہ بعض اوقات صاحب کشف اپنی توجہ اور قوت تاثیر سے ایک دوسرے شخص پر باوجود صدہا کوسوں کے فاصلہ کے باذنہٖ تعالیٰ عالم بیداری میں ظاہر ہو جاتا ہے حالانکہ اس کا وجود عنصری اپنے مقام سے جنبش نہیں کرتا...... اِسی طرح صدہا عجائبات کو عارف باللہ بچشم خود دیکھتا ہے۔‘‘

(’’سرمہ چشم آریہ‘‘ حاشیہ صفحہ ۱۲۹۔۱۳۰)

اکابر صوفیاء کے نزدیک کشف کی دو قسم ہیں۔ کشفِ صغری جس میں سالک قلبی توجہ سے زمین و آسماں، ملائکہ، ارواح قبور، عرش و کرسی اور لوح محفوظ الغرض دونوں جہان کا حال مشاہدہ کرتا ہے۔ کشف کبری میں سالک کو نور بصیرت سے ذات حق سبحانہ کی زیارت ہوتی ہے۔

(’’اصطلاحات صوفیہ‘‘ صفحہ ۱۲۰۔۱۲۱ از ’’حضرت شاہ محمد عبدالصمد فریدی چشتی‘‘ ناشر مکہ بکس بیرون موری دروازہ سرکلر روڈ لاہور)

اس عالم ثالث کو پہلے دونوں جہانوں کے مقابل عدیم المثال برتری حاصل ہے۔ چنانچہ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔:

’’عجائبات اس عالم ثالث کے بے انتہاء ہیں اور اس کے مقابل دوسرے عالم ایسے ہیں جیسے آفتاب کے مقابل پر ایک دانہ خشخاص‘‘۔

(ایضاً حاشیہ صفحہ ۱۲۹)

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا بھر کے سائنسدان عالم ظاہر اور عالم باطن کے رموز واسرار کی دریافت اور مادّی کائنات کی تسخیر میں صدیوں سے دیوانہ وار مصروف ہیں اور انہیں اس مقصد میں ایک حد تک کامیابی بھی ہوئی ہے۔ لیکن اس کی حیثیت کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے قلم مبارک سے سنئے۔ فرمایا:۔

’’یاد رکھو انسان کی ہرگز طاقت نہیں ہے کہ تمام دقیق در دقیق خدا کے کاموں کو دریافت کر سکے...... انسان کا وہ علم نہایت ہی محدود ہے جیسا کہ سمندر کے ایک قطرہ میں سے کروڑم حصہ قطرہ‘‘۔

’’جس حالت میں انسان کا علم خدا کی قدرتوں کی نسبت اس قدر بھی نہیں جیسا کہ ایک سوئی کی نوک کی تری ایک بحراعظم کے پانی سے نسبت رکھتی ہے‘‘۔

(’’چشمہ معرفت‘‘ صفحہ ۲۶۸ طبع اوّل معہ حاشیہ)

اقلیم مذہب وسائنس کا آفاقی تاجدار

قرآن مجید نے سلسلہ انبیاء میں صرف آنحضرت ﷺ کو نبی امّی کا خطاب دیا ہے اور سورۂ جمعہ میں اہل عرب کو امّیین کہا گیا ہے کیونکہ وہ بعثت نبوی کے وقت علم سے نا آشنا اور محض جاہل تھے مگر آنحضرت ﷺ کو غار حرا کی پہلی وحی میں ہی یہ بشارت دی گئی کہ سب سے کریم خدا کی تجلی آپ کے وجود سے ظاہر ہوگی قرآنِ قلم سے محفوظ ہوگا اور اس کے علوم کی قلموں کے ذریعہ اشاعت ہوگی اور انسان کامل کو وہ کچھ سکھلایا جائے گا جس کا پہلے نام ونشان نہ تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے تاریخ عالم کے اس بین الاقوامی تغیر عظیم کا ذکر نہایت ولولہ انگیز میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

’’یورپ کے پاس کوئی ایک چیز بھی نہ تھی۔ اس نے جو کچھ سیکھا، سپین کے مسلمانوں سے سیکھا اور سپین نے جو کچھ سیکھا اور شام والوں نے جو کچھ سیکھا، قرآن سے سیکھا۔ پس دنیا کے تمام علوم قرآن سے ہی ظاہر ہوئے ہیں اور اب قیامت تک جس قدر قلمیں چلیں گی قرآن کریم کی خدمت اور اس کے بیان کردہ علوم کی ترویج کے لئے ہی چلیں گی‘‘۔

(’’تفسیر کبیر‘‘ جلد۹ صفحہ ۲۷۳)

نیز فرمایا۔:

’’درخت کا پھیلاؤ خواہ کس قدر بڑھ جائے بیج کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اسی طرح علوم خواہ کس قدر ترقی کر جائیں سہرا مسلمانوں کے سر ہی رہے گا۔ اور مسلمانوں کا سر قرآن کریم کے آگے جھکا رہے گا کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جس نے اعلان کیا کہ ﴿عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ اب دنیا کو قلم کے ذریعہ علوم سکھانے کا وقت آگیا ہے‘‘۔ (ایضاً)

اگرچہ اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں مسلم دنیا سائنس اور علوم جدیدہ کو شجرہ ممنوعہ سمجھنے کے باعث ظلمت کدہ کا نظارہ پیش کررہی تھی مگر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے معرکہ آراء لٹریچر سے ثابت کردکھایا کہ قران مجید ہر قسم کے علوم کا بحر ناپیدا کنار ہے۔ دیگر

مسلمانوں کے مذہبی زعماء کے برعکس قرآن مجید سے عہد حاضرہ کے علوم اور ایجادات کا ثبوت دے کر حقانیت رسول عربیؐ پر گویا دن چڑھا دیا۔ آپ کے بعد خلفاء احمدیت نے قرآن سے موجودہ علوم کے بارہ میں ایسے ایسے اکتشافات فرمائے ہیں کہ مغرب کے دانشوروں کی آنکھیں بھی چکا چوند ہو گئیں اور ڈاکٹر مورس بوکائی (فرانسیسی دانشور) کی کتاب ''دی بائبل، دی قرآن اینڈ سائنس'' میں قرآنی حقائق کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے، وہ کتاب کی اشاعت سے مدتوں قبل جماعت احمدیہ پوری قوت وشوکت سے پیش کرتی آرہی ہے جس پر جماعتی لٹریچر گواہ ہے۔ مثال کے طور پر یہ ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ دسمبر ۱۹۵۷ء میں سیدنا مصلح موعودؓ کی ''تفسیر صغیر'' منظر عام آئی جس کے حواشی میں مذہب اور جدید سائنس کے علوم کی نسبت قرآن کی بے شمار آیات سے حیرت انگیز رنگ میں استنباط کیا گیا ہے جس کے اندازہ کے لئے تفسیر صغیر کے انڈیکس پر سرسری نظر ڈالنا ہی کافی ہے۔ (اسی نقطہ نگاہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ترجمہ قرآن کا مطالعہ ضروری ہے) امریکن خلانوردوں کی گاڑی پہلی بار ۲۰ جولائی ۱۹۶۹ء کو چاند پر پہنچی مگر حضور انور نے ''تفسیر صغیر'' میں چودہ سال قبل قرآن کی روشنی میں واضح فرمادیا کہ قرآن نے کائنات کی دوسری مخلوق سے رابطہ کی بھی خبر دی ہے اور سورہ رحمٰن میں بتایا گیا ہے کہ راکٹ زیادہ سے زیادہ ان سیاروں تک پہنچ سکیں گے جو زمین سے کھلی آنکھ سے نظر آتے ہیں (اور وہ بھی زمین ہی کے ماحول کو اپنے ساتھ وابستہ کرکے) چنانچہ آیت ﴿وَاِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ﴾ (الانشقاق:۴) کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

''یعنی اس زمانہ میں یہ ثابت ہو جائے گا کہ بہت سے کرّے جو بظاہر آسمان کے ساتھ وابستہ نظر آتے ہیں وہ زمین کا حصہ ہیں جیسے چاند اور مریخ وغیرہ۔ یہ سائنس کا انکشاف اس زمانہ میں ہوا ہے پہلے نہیں ہوا تھا بلکہ مزید بات یہ ہے کہ ان کروں کو زمین کا حصہ سمجھ کر بعض لوگ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ راکٹ کے ذریعہ ان تک پہنچ جائیں یا اُن کو بھی رہائش کے لحاظ سے زمین کا ہی حصہ ثابت کردیں۔ اگر یہ ہو جائے یا بعض لحاظ سے چاند اور دوسرے کرّوں سے ایسے فائدے اٹھائے جاسکیں جس سے زمین متمتع ہو تو اس کا مفہوم یہی ہوگا کہ زمین پھیل گئی ہے۔''

قرآن مجید نے قیامت تک کے لئے آنحضرت ﷺ کا ایک ایسا واقعہ ریکارڈ فرمایا ہے جو مشہور عالم سفر معراج کے بعد پیش آیا اور بتایا۔ سائنس خواہ کتنی ترقی کر لے، قیامت تک اس میں بیان فرمودہ صداقت کو غلط ثابت نہیں کر سکے گا کیونکہ وہ چٹان کی طرح غیر متزلزل ہے۔ یہ واقعہ سورہ بنی اسرائیل آیت ۹۳ میں مذکور ہے اور وہ یہ کہ قریش مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر چڑھ جانے کا مطالبہ کیا جس پر خالق کائنات کا شاہی فرمان نازل ہوا۔ ﴿قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ ہَلۡ کُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا﴾ (بنی اسرائیل:94) حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک الفاظ میں اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''کہہ دے میرا رب پاک ہے۔ میں تو ایک انسان رسول ہوں۔ انسان اس طرح اڑ کر کبھی آسمان پر نہیں جاتے۔ یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے'' (الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۴)

حال ہی میں جلالت الملک شاہ فہد بن عبدالعزیز کی طرف سے سعودی حکومت نے ''قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر'' شائع کیا ہے جس کے صفحہ ۷۹۲ میں آیت کی تفسیر میں لکھا ہے ''جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو تمہاری طرح ایک بشر ہی ہوں۔ کیا کوئی بشر ان چیزوں پر قادر ہے؟''۔

بہر حال حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ یہ صداقت ہمیشہ جگمگاتی رہے گی۔ ؎

مجمع البحرین علم و معرفت
جامع الاسمین ابر خاورے
سالکاں را نیست غیراز وے امام
رہرواں را نیست جز وے رہبرے

عالم باطن در باطن کا غیر فانی شاہکار

اب تک ہم نے قرآن مجید کی روشنی میں عالم ظاہر و باطن یعنی سائنس کے اعتبار سے آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے علمی کمالات پر روشنی ڈالی ہے۔ اب قرآن مجید ہی کی رہنمائی سے عالم باطن در باطن کے ایک غیر فانی شاہکار کا ذکر کرتے ہیں۔ ہماری مراد آنحضرت ﷺ کی عدیم النظیر سیر نورانی یعنی معراج سے ہے جو وحی، الہام اور کشف کے انوار و برکات سے اس طرح لبریز ہے جس طرح آسمان ستاروں سے اور سمندر پانی کے قطروں سے پُر ہیں۔

قرآن مجید اور معراج کا نورانی سفر

کتاب اللہ کا علمی معجزہ دیکھئے کہ سورۃ بنی اسرائیل کے آغاز میں معراج کا بیان ہی ''سبحان'' کی صفت سے ہوا ہے۔ جس میں آیت ﴿سُبۡحَانَ رَبِّیۡ ہَلۡ کُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا﴾ (بنی اسرائیل :94) کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

ازاں بعد ﴿بِعَبۡدِہٖ﴾ کا لفظ ہے اور بالکل یہی لفظ اللہ جلشانہ، نے سورہ نجم آیت ۱۱ میں ذکر کر کے کیفیت معراج پر بایں الفاظ روشنی ڈالی ہے کہ ﴿فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی﴾ (النجم:11) یعنی ''اُس نے اپنے بندے کی طرف وہ وحی کیا جو وحی کیا''۔

سورۃ بنی اسرائیل ہی میں جناب الٰہی نے معراج کو ''اَلرُّءۡیَا'' قرار دے کر سب حقیقت کھول دی۔ کیونکہ قرآن کی مشہور لغت ''مفردات امام راغبؒ'' کے مطابق رؤیاء کے معنی صرف اور صرف خواب کے ہیں ''(مَایُرٰی فِی الۡمَنَامِ)''۔

حضرت امام الحافظ ابن حجرؒ عسقلانی (۷۷۳ھ۔ ۸۵۲ھ) نے صحیح بخاری کی شہرہ آفاق شرح فتح الباری کتاب التفسیر (سورہ اسراء) میں زبان عربی کے چوٹی کے فاضل و ادیب علامہ حریری کا یہ قول نقل کیا ہے ''انما یقال رؤیافی المنام و اما التی فی الیقظة فیقال رؤیة''۔ اس طرح واضح لفظوں میں انکشاف فرمایا گیا کہ سفر معراج کا مہبط آنحضرت ﷺ کا قلب مبارک تھا جو عالم باطن در باطن کا مسلمہ مرکز ہے اور نبیوں کی رؤیا کے وحی ہونے پر پوری امت کا اجماع ہے۔ (بخاری۔ ترمذی۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر مدارک۔ مدارج السالکین)

اس ضمن میں یہ واضح کر کے دن چڑھا دیا کہ ﴿مَا کَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰی﴾ (النجم:12) یعنی دل نے جھوٹ بیان نہیں کیا جو اس نے دیکھا۔ قرآن کریم کا یہ بھی کمال ہے کہ اس نے ''عبدہ'' کہہ کر آنحضرت ﷺ کو عبودیت کے بلند ترین منصب پر ممتاز فرمایا اور ساتھ ہی بار بار بتایا کہ جس طرح خدا زمین و آسمان کا نور ہے اسی طرح آپ کی شان عبودیت اس درجہ ارفع اور اعلیٰ ترین مقام تک پہنچ چکی ہے کہ آپ بھی سرتاپا نور بن گئے ہیں۔ چنانچہ سورۃ المائدہ آیت ۱۵ میں ﴿قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ﴾ (المائدہ:16) کی منادی کی گئی ہے اور یہی نہیں اس سبحان خدا نے جس نے آپ کو سیر معراج کرائی۔ آپ کو سورج سے تشبیہ دیکر اعلان عام فرمایا ہے کہ آنحضرت کی ذات اقدس نہ صرف مجسم نور ہے بلکہ آنحضرت کی قوت قدسی آپ سے وابستہ ہر اک کو نور بنا دیتی ہے۔ قرآن مجید نے شان عبودیت کی اس جلوہ گری کو ایک اور رنگ میں بھی بے نقاب کیا ہے۔ چنانچہ خاتم الکتب نے موسوی شریعت کے آخری نبی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو ''زکی'' کہا ہے، وہاں خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ جمعہ میں ''مزکی'' یعنی زکی بنا دینے والے عظیم نبی کی حیثیت سے پیش فرمایا ہے اور یہ بھی آفتاب محمدی ہی کی ضیا پاشیوں کا ایک درخشندہ پہلو ہے۔ المختصر اللہ جلشانہ نے آپ کو سراج منیر کا لقب دے کر معراج کے خاکی اور مادی ہونے کے تخیل کو ضرب کاری لگادی ہے اور اس کے نورانی سفر ہونے پر ابدی مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

آں شہِ عالم کہ نامش مصطفےٰ
سیدِ عشاقِ حق شمس الضحیٰ
آنکہ ہر نورے طفیل نورے اوست
آنکہ منظورِ خدا منظور اوست

نور محمدیؐ کی ازلی شان

آنحضرت ﷺ کے بلند پایہ صحابی حضرت جابر بن عبداللہؓ (ولادت ۶۰۲ء۔ وفات ۶۹۶ء) سے روایت ہے۔

''......میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی۔ آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہؤا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش......''۔

(مسند عبدالرزاق بحوالہ نشر الطیب۔ از مولوی اشرف علی تھانوی۔ صفحہ ۲ ناشر تاج کمپنی لاہور)

دوسری روایت حضرت عرباض بن ساریہؓ سے ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے (یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا)''۔

(مسند احمد، بیہقی، حاکم، مشکوٰۃ بحوالہ نشر الطیب۔ از مولوی اشرف علی تھانوی۔ صفحہ ۷۔۸ ناشر تاج کمپنی لاہور)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ نے اس حقیقت کو عشق رسولؐ میں ڈوبے ہوئے الفاظ اور دلآویز انداز میں یوں بیان فرمایا ہے۔

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کاملؐ میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں''۔ (آئینہ کمالات اسلام)

آپ کا یہ عارفانہ شعر اسی بیان کا لطیف در لطیف خلاصہ ہے ؎

او طفیلِ اوست نورِ ہر نبی
نامِ ہر مرسل بنامِ او جلی

یعنی ہر ایک نبی کا نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے طفیل ہے اور ہر رسول کا نام حضورؐ ہی کی برکت سے منور ہے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

Dubai Freehold

خطبہ جمعہ

کسی اعلیٰ تعلیم اور اس کے لانے والے کے اعلیٰ کردار کو جانچنے کے لئے اس شخص کی زندگی میں سچائی کے معیار بھی دیکھنا بہت ضروری ہوتا ہے اور یہ معیار ہمیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سب سے بڑھ کر نظر آتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا تقاضا ہے کہ آپؐ کی سیرت کے ہر پہلو کو دیکھا جائے اور بیان کیا جائے۔

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی سے آپ کے صادق اور راستباز ہونے سے متعلق اپنوں اور غیروں کی مختلف گواہیوں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز–فرمودہ 11/فروری 2005ء بمطابق 11/تبلیغ 1384 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰكُمْ بِهٖ ۔فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ (سورة يونس آيت نمبر17)

انبیاء دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں تو لوگوں کو اپنی گزشتہ زندگی کا حوالہ دے کر یہ کہتے ہیں، قوم کے لوگوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ یہ جو ہماری زندگی تمہارے سامنے گزری اس میں ہمارا جو کردار بھی تمہیں نظر آئے گا یا نظر آیا وہ یہی نظر آئے گا کہ سچ بات پر قائم رہے اور سچ کہا اور سچ پھیلانے کی کوشش کی۔ اور اس وصف کے اعلیٰ ترین معیار ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ اس اعلیٰ خُلق کے نور سے منور تھا۔ آپؐ کا ہر عمل، ہر فعل، دعویٰ نبوت سے پہلے بھی سچائی اور حق گوئی سے سجا ہوا تھا۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس اعلیٰ خُلق کی مثال دیتے ہوئے کفار کو مخاطب کر کے اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے فرمایا ہے کہ تُو کہہ دے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں تم پر اس کی تلاوت نہ کرتا اور نہ وہ اللہ تمہیں اس بات پر مطلع کرتا۔ پس میں اس رسالت سے پہلے بھی تمہارے درمیان لمبی عمر گزار چکا ہوں، کیا تم عقل نہیں کرتے؟۔ تم جو مجھ پر یہ الزام دے رہے ہو کہ یہ جو مَیں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے یہ غلط ہے، جھوٹ ہے اور قطعاً مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث نہیں کیا گیا، مَیں دنیاداروں کی طرح اپنی لیڈری کی دکان چمکانے کے لئے (نعوذ باللہ) یہ دعویٰ کر رہا ہوں تا کہ تم لوگ کسی طرح مجھے اپنا سردار تسلیم کر لو یا تنگ آ کر میرے سے شرائط طے کرنے لگ جاؤ۔ تو سن لو کہ ان بکھیڑوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے، ان دنیا داری کی باتوں سے مجھ کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اگر یہ باتیں، یہ چیزیں مجھے چاہیے ہوتیں تو مَیں تمہاری مرضی کی باتیں تمہیں بتا تا جو تمہیں خوش کر دیتیں۔ مجھ پر تم اعتراض کرنے والے نہ ہوتے بلکہ فوراً مجھے وہ مقام دینے والے بن جاتے۔ لیکن مَیں تو تمہیں حق کا وہ پیغام پہنچا رہا ہوں جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر اتارا ہے۔ اس لئے مجھ سے اس بارہ میں نہ لڑو۔ اگر اللہ یہ پیغام تم تک پہنچانا نہ چاہتا تو مَیں قطعاً تمہیں وہ باتیں نہ کہتا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھائیں اور مَیں نے تمہیں بتائیں۔ تم مجھے شک کی نظر سے دیکھ رہے ہو کہ شاید یہ ساری باتیں مَیں نے اپنے پاس سے گھڑ لی ہیں۔ کچھ تو ہوش کرو۔ میں تمہارے درمیان ایک عرصے سے رہ رہا ہوں۔ دو چار سال کا عرصہ نہیں ہے، دس بیس سال کا عرصہ نہیں ہے گو کہ یہ عرصہ بھی کسی کے کردار کو جانچنے کے لئے بہت ہوتا ہے۔ لیکن اس میں کہا جا سکتا ہے کہ جوانی کی عمر ہے کئی اتار چڑھاؤ آتے ہیں۔ فرمایا کہ میری تو یہ عمر بھی گزر گئی ہے جو جوانی کی عمر ہوتی ہے اور چالیس سال کی پختہ عمر ہو گئی ہے۔ اور یہ تمام عرصہ مَیں نے تمہارے درمیان گزارا ہے۔ یہ تو وہ عمر ہے جس میں اب عمر ڈھلنے کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ میری گزشتہ چالیس سالہ زندگی تمہارے سامنے ہے۔ مَیں نے کبھی بھی کسی بھی معاملے میں جھوٹ تو درکنار، حق سے اور سچ سے رتّی بھر بھی انحراف نہیں کیا، ذرا سا بھی حق سے پیچھے نہیں ہٹا۔ اب اس عمر میں کیا مَیں تمہاری سرداری لینے کے لئے خدا پر جھوٹ بولوں گا!؟۔

تو یہ ہے وہ شاندار گواہی جو خدا تعالیٰ نے وحی کر کے آپؐ کے ذریعے کفار تک پہنچائی، دنیا تک پہنچائی کہ کچھ تو ہوش کے ناخن لو، کیوں تمہاری مت ماری گئی ہے، تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ آج بھی جو لوگ قرآن کو نہیں مانتے ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کا کام اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کے سوا کچھ نہیں ہے۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قرآن میں سے تم دکھا رہے ہو اور ہم لوگ تو اس کو مانتے نہیں کہ یہ الہامی کتاب ہے۔ تم نے کہانی بنا کر خود ہی اس کے بارے میں گواہی دے دی۔ تو ایسے لوگوں کو کم از کم حقائق اور واقعات سے ہی سچائی کو پرکھ لینا چاہئے۔

یہ جو آپؐ نے اتنا لمبا عرصہ کفار میں گزارا اور یہ جو اتنا بڑا دعویٰ کفار کے سامنے رکھا کہ تمہارے سامنے میری زندگی ہے اس پر غور کرو۔ اس پر کبھی کفار مکہ نے انگلی نہیں اٹھائی کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، فلاں فلاں موقع پر جھوٹ نہیں بولا تھا؟ یاد کرایا جائے۔ ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی کہ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس استدلال پر اس دلیل کو ردّ کیا ہو، کوئی اس پہ اعتراض کیا ہو۔ اس کے برعکس آپؐ کو صدوق کہا جاتا تھا۔ اس کی مثالیں ہیں۔ یعنی جھوٹ بولنا تو ایک طرف رہا، صداقت کا ایسا اعلیٰ نمونہ تھے جس کی مثال نہیں ملتی۔ ایسے واقعات کی بعض مثالیں مَیں پیش کرتا ہوں لیکن اس سے پہلے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’انبیاء وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی کامل راستبازی کی قوی حجّت پیش کر کے اپنے دشمنوں کو بھی الزام دیا جیسا کہ یہ الزام قرآن شریف میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے موجود ہے جہاں فرمایا ہے ﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ (سورة يونس الجزو11) یعنی میں ایسا نہیں کہ جھوٹ بولوں اور افتراء کروں۔ دیکھو مَیں چالیس برس اس سے پہلے تم میں ہی رہتا رہا ہوں کیا کبھی تم نے میرا کوئی جھوٹ یا افتراء ثابت کیا؟ پھر کیا تم کو اتنی سمجھ نہیں یعنی یہ سمجھ کہ جس نے کبھی آج تک کسی قسم کا جھوٹ نہیں بولا وہ اب خدا پر کیوں جھوٹ بولنے لگا۔ غرض انبیاء کے واقعات عمری اور ان کی سلامت روشی ایسی بدیہی اور ثابت ہے‘‘۔ یعنی واضح اور ثابت شدہ ہے۔ ’’کہ اگر سب باتوں کو چھوڑ کر ان کے واقعات ہی کو دیکھا جائے تو ان کی صداقت ان کے واقعات سے ہی روشن ہو رہی ہے۔ مثلاً اگر کوئی منصف اور عاقل ان تمام براہین اور دلائل صدق نبوت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اس کتاب میں لکھی جائیں گی، قطع نظر کر کے محض ان کے حالات پر ہی غور کرے تو بلاشبہ ان حالات پر غور کرنے سے ان کے نبی صادق ہونے پر دل سے یقین کرے گا اور کیوں کر یقین نہ کرے وہ واقعات ہی ایسے کمال سچائی اور صفائی سے معطر ہیں کہ حق کے طالبوں کے دل بلا اختیار ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں‘‘۔

(براہين احمدیہ ۔روحانی خزائن جلد اول صفحہ 107-108 جدید ایڈیشن)

یہ آپ نے براہین احمدیہ میں فرمایا تھا۔ تو بہر حال آگے مَیں باقی باتیں تو نہیں بیان کر رہا۔ اب احادیث سے کچھ واقعات بیان کروں گا جن سے آپؐ کی سچائی پر معاشرے کے ہر طبقے نے مہر ثبت کی ہے، گواہی دی ہے۔ جس میں گھر والے بھی ہیں، کاروباری شریک بھی ہیں، دوست بھی ہیں اور دشمن بھی ہیں

کہ یہ وہ سچا انسان تھا جسے ہم بلا مبالغہ صدوق کہتے تھے اور کہتے ہیں۔

ابتدائے جوانی میں ہی قریش مکہ کی ایک گواہی ہے جو انہوں نے آپؐ کے صادق اور امین ہونے پر دی۔ ایک واقعہ ہے کہ جب تعمیر کعبہ کے وقت حجر اسود کی تنصیب کے لئے قبائل کا باہم اختلاف ہوا اور نوبت جنگ و جدال تک پہنچنے لگی تو چار پانچ دن تک کوئی حل نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر ان میں سے ایک عقلمند شخص نے مشورہ دیا، جن کا نام ابو امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔ یہ سب سے بوڑھے شخص اور تجربہ کار تھے۔ عموماً بوڑھے ذرا ہوش سے کام لیتے ہیں۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ اختلاف کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ فیصلہ کر لو کہ جو شخص کل سب سے پہلے بیت اللہ میں آئے گا وہ فیصلہ کر دے۔ اس بات پر سارے راضی ہو جاؤ۔ چنانچہ سب نے یہ تجویز مان لی اور اگلے روز انہوں نے دیکھا کہ سب سے پہلے بیت اللہ میں داخل ہونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا ھٰذَا الْاَمِیْن یہ تو امین ہے۔ ہم خوش ہوگئے یہ محمدؐ ہیں۔ چنانچہ جب وہ ان کے پاس پہنچے اور قریش نے حجر اسود کے وضع کرنے کا جھگڑا بتایا۔ جب حجر اسود لگانا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ایک کپڑا لاؤ۔ چنانچہ آپؐ کو کپڑا پیش کیا گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا بچھایا اور حجر اسود کو اس چادر پہ رکھ دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا ہر قبیلہ اس چادر کا ایک کونہ پکڑ لے۔ پھر سب مل کر حجر اسود کو اٹھاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ حجر اسود جہاں رکھنا تھا اپنی اس جگہ پر پہنچ گیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے اس کی جگہ پر نصب فرما دیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام۔ اشارۃ ابی امیۃ بتحکیم اول داخل فکان رسول اللہؐ)

تو جیسا کہ اس وقت کفار نے، قریش کے سرداروں نے آپؐ کو امین کہا تھا۔ یہ دعویٰ سے بہت پہلے کا قصہ ہے، جوانی کا قصہ ہے۔ اور امین بھی وہی ہوتا ہے جو سچ پر قائم رہنے والا ہو۔ کبھی کوئی جھوٹا شخص امانت دار نہیں ہو سکتا۔ تو دیکھیں اس بات سے سرداران قریش میں آپؐ کا ایک مقام تھا۔ اگر آپؐ دنیاداروں کی طرح سرداری یا لیڈری چاہتے تو اس مقام کی وجہ سے وہ حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن آپؐ کو تو اس چیز سے کوئی غرض نہیں تھی۔

پھر دیکھیں انہیں جوانی کے ایام کی بات ہے۔ جب حضرت خدیجہؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق بیانی اور امانتداری اور اعلیٰ اخلاق کا حال سن کر اپنا مال آپ کو دے کر تجارت کے لئے آپؐ کو روانہ کیا۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام میسرہ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ واپسی پہ میسرہ نے سفر کے حالات بیان کئے تو حضرت خدیجہؓ نے ان سے متاثر ہو کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی کا پیغام بھجوایا۔ کہ آپؐ قرابت داری کا خیال رکھتے ہیں، قوم میں معزز ہیں، امانتدار ہیں اور احسن اخلاق کے مالک ہیں اور بات کہنے میں سچے ہیں۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 149)

تو سچائی اور امانتداری کے اعلیٰ معیار جو آپؐ نے اس وقت جوانی کے وقت میں قائم کئے تھے۔ تجارتی سفر میں اپنے ساتھیوں کو دکھائے تھے۔ اور وہ غلام جو آپؐ کے ساتھ تھا وہ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور آپؐ کا گرویدہ ہو گیا۔ واپس آ کے اپنی مالکن کو بتایا کہ کیسا ایماندار اور سچا شخص ہے۔

پھر بیوی کی گواہی ہے۔ بیویاں جو اپنے خاوند کے اچھے برے کی راز دار ہوتی ہیں، وہی ان کے گھریلو حالات و معاملات میں گواہی دے سکتی ہیں، انہیں کی گواہی وزن رکھنے والی گواہی ہے جو مل سکتی ہے۔ تو اس بارے میں بھی ایک روایت میں بیان ہے۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی کے نزول کا ذکر کرتے ہوئے (یہ تفصیلی روایت ہے) بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وحی کے وقت اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے آپؐ کو تسلی دیتے ہوئے کہا: ''کَلَّا اَبْشِرْ فَوَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَصْدُقُ الْحَدِیْثَ'' یعنی ویسے نہیں جیسے آپ سوچ رہے ہیں، آپؐ کو مبارک ہو۔ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی رُسوا نہیں کرے گا۔ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں اور راست گوئی اور سچائی سے کام لیتے ہیں۔

(بخاری کتاب التعبیر باب اول ما بدیء بہ رسول اللہ من الوحی الرؤیا الصالحۃ)

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

پھر دیکھیں دوست کی گواہی۔ وہ دوست جو بچپن سے ساتھ کھیلا، پلا، بڑھا، یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس دوست نے ہمیشہ ہر حالت میں آپؐ کو سچ کہتے اور سچ کی تلقین کرتے ہی دیکھا اور سنا تھا۔ اس لئے ان کے ذہن میں کبھی یہ تصور آ ہی نہیں سکتا تھا کہ کبھی یہ شخص جھوٹ بھی بول سکتا ہے۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے جب آپؐ کے دعویٰ کے بارے میں سنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار کے باوجود کوئی دلیل نہیں چاہی۔ کیونکہ ان کا زندگی بھر کا یہی مشاہدہ تھا کہ آپؐ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف یہی پوچھا کہ کیا آپؐ نے دعویٰ کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کرنی چاہی تو ہر بار یہی عرض کی کہ مجھے صرف ہاں یا نہ میں بتا دیں۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کہنے پر عرض کیا کہ میرے سامنے تو آپؐ کی ساری سابقہ زندگی پڑی ہوئی ہے۔ مَیں کس طرح کہہ سکتا ہوں کہ بندوں سے تو سچ بولنے والا ہو اور اس کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والا ہو اور خدا پر جھوٹ بولے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 2 صفحہ 164 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ گھر والوں کی یا ملازمین کی یا دوستوں کی گواہی تو ایسی ہے کہ اگر کسی میں تھوڑی بہت غلطی بھی ہو، کمی بھی ہو تو پردہ پوشی کر سکتے ہیں، درگزر کر دیتے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ کون سی گواہیاں ہیں۔ اس کے لئے ہم دیکھتے ہیں کہ دشمن بھی جو گواہی آپؐ کے بارے میں دیتا ہے وہ تو ایسی گواہی ہے جس کو کسی طرح ردّ نہیں کیا جا سکتا۔

چنانچہ اس کی ایک مثال آپؐ کے اشد ترین دشمن النضر بن حارث کی گواہی ہے۔ ایک مرتبہ سرداران قریش جمع ہوئے جن میں ابوجہل اور اشد ترین دشمن النضر بن حارث بھی شامل تھے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جب کسی نے یہ کہا کہ انہیں جادوگر مشہور کر دیا جائے یا جھوٹا قرار دے دیا جائے تو نضر بن حارث کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ اے گروہ قریش! ایک ایسا معاملہ تمہارے پلے پڑا ہے جس کے مقابلے کے لئے تم کوئی تدبیر بھی نہیں لا سکے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں ایک نوجوان لڑکے تھے اور تمہیں سب سے زیادہ محبوب تھے۔ سب سے زیادہ سچ بولنے والے تھے۔ تم میں سب سے زیادہ امانتدار تھے۔ اب تم نے ان کی کنپٹیوں میں عمر کے آثار دیکھے اور جو پیغام وہ لے کر آئے تم نے کہا وہ جادوگر ہے۔ ان میں جادو کی کوئی بات نہیں۔ ہم نے بھی جادوگر دیکھے ہوئے ہیں۔ تم نے کہا وہ کاہن ہے۔ ہم نے بھی کاہن دیکھے ہوئے ہیں۔ وہ ہرگز کاہن نہیں ہیں۔ تم نے کہا وہ شاعر ہیں، ہم شعر کی سب اقسام جانتے ہیں وہ شاعر نہیں ہے۔ تم نے کہا وہ مجنون ہے، ان میں مجنون کی کوئی بھی علامت نہیں ہے۔ اے گروہ قریش! مزید غور کر لو کہ تمہارا واسطہ ایک بہت بڑے معاملے سے ہے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ نمبر 224)

پھر دیکھیں ایک اور گواہی جو دشمنوں کے سردار ابوجہل کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ہم تمہیں جھوٹا نہیں کہتے۔ البتہ ہم اس تعلیم کو جھوٹا سمجھتے ہیں جو تم پیش کرتے ہو۔ جب عقل پر پردے پڑ جائیں، کسی کی مت ماری جائے تو تبھی تو وہ ایسی باتیں کرتا ہے۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم کچھ تو عقل کرو۔ کیا ایک سچا آدمی جھوٹی تعلیم دے سکتا ہے۔ سچا آدمی تو سب سے پہلے اس جھوٹی تعلیم کے خلاف کھڑا ہوگا۔

پھر ایک اور موقع پر آپؐ کے صادق ہونے پر دشمن کی گواہی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ انہیں ابوسفیان بن حرب نے بتایا کہ جب وہ شام کی طرف ایک تجارتی قافلے کے ساتھ گیا ہوا تھا تو ایک دن شاہ روم، ہرقل نے ہمارے قافلے کے افراد کو بلا بھیجا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت وہ کچھ سوالات پوچھ سکے۔ شہنشاہ روم کے دربار میں ہرقل سے اپنی گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بیان کیا کہ اس نے مجھ سے کچھ سوال کئے۔ ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ کیا دعویٰ سے پہلے تم لوگ اس پر جھوٹ بولنے کا الزام لگاتے تھے؟ مَیں نے جواباً کہا کہ نہیں۔ اس پر ہرقل نے ابوسفیان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ جب تو نے میرے اس سوال کا جواب نفی میں دیا تو مَیں نے سمجھ لیا کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ باندھنے سے باز رہے مگر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔ ہرقل نے کہا مَاذَا یَأْمُرُکُمْ کہ محمدؐ آپ کو کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا وہ کہتا ہے، اللہ کی عبادت کرو جو اکیلا ہی معبود ہے اور اس کا کسی چیز میں شریک نہ قرار دو اور ان باتوں کو جو تمہارے آباؤ اجداد کہتے تھے چھوڑ دو۔ اور وہ ہمیں نماز قائم کرنے، سچ بولنے، پاکدامنی اختیار کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ تب ہرقل نے کہا کہ جو تو کہتا ہے اگر یہ سچ ہے تو پھر عنقریب میرے قدموں کی اس جگہ کا بھی وہی مالک ہو جائے گا۔ (بخاری کتاب بدء الوحی، نمبر 7)

پھر باوجود نہ ماننے کے آپؐ کی سچائی کا رعب تھا، اُس نے بھی اندر سے مخالفین کے دل دہلائے ہوئے تھے۔ اور وہ اس فکر میں رہتے تھے کہ اس سچے آدمی کی اگر یہ باتیں اور یہ تعلیم بھی سچی ہوئی تو ہمارا کیا ہو گا۔ اس خوف کا ایک واقعہ اس طرح ذکر ہے کہ قریش نے ایک دفعہ سردار عتبہ کو قریش کا نمائندہ بنا کر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوایا۔ اس نے کہا آپ ہمارے معبودوں کو کیوں برا بھلا کہتے ہیں اور ہمارے آباء کو کیوں گمراہ قرار دیتے ہیں۔ آپؐ کی جو بھی خواہش ہے ہم پوری کر دیتے ہیں، آپ ان باتوں سے باز آئیں۔ حضورؐ تحمل اور خاموشی سے اس کی باتیں سنتے رہے۔ جب وہ سب کہہ چکا تو آپ نے سورۃ حٰمٓ فصلت کی چند آیات تلاوت کیں۔ جب آپؐ اس آیت پر پہنچے کہ میں تمہیں عاد و ثمود جیسے عذاب سے ڈراتا ہوں تو اس پر عتبہ نے آپؐ کو روک دیا کہ اب بس کریں اور خوف کے مارے اٹھ کر چل دیا۔ اس نے قریش کو جا کر کہا کہ تمہیں پتہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات کہتا ہے تو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم پر وہ عذاب نہ آ جائے جس سے وہ ڈراتا ہے۔ تمام سردار یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ (السیرۃ الحلبیة از علامه برهان الدین جلد 1صفحه 303مطبوعه بیروت)

پھر آپؐ کی سچائی کی گواہی صرف اتنی نہیں کہ ایک آدھ مثالیں مختلف طبقات میں سے مل جاتی ہیں بلکہ پوری قوم نے جمع ہو کر آپؐ کے صادق القول ہونے پر گواہی دی ہے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ یعنی 'اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہوشیار اور بیدار کر' کے احکام اترے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے پکار کر اور ہر قبیلہ کا نام لے لے کر قریش کو بلایا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے قریش! اگر مَیں تم کو یہ خبر دوں، یہ بتاؤں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بہت بڑا لشکر چھپا ہوا ہے جو عنقریب تم پہ حملہ کرنے والا ہے۔ تو کیا تم میری بات مان لو گے۔ اور پہاڑی اتنی اونچی نہیں تھی اور بظاہر یہ بات بالکل ناقابل قبول تھی لیکن کیونکہ ان کو پتہ تھا کہ یہ شخص جھوٹ نہیں بولتا، کبھی کوئی غلط بات نہیں کہہ سکتا، سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہاں ہم ضرور مانیں گے کیونکہ ہم نے تمہیں صادق القول پایا ہے۔، ہمیشہ سچی بات کہنے والا پایا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا تو پھر سنو، مَیں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ اللہ کے عذاب کا لشکر تمہارے قریب پہنچ چکا ہے۔ خدا پر ایمان لاؤ اور عذاب سے بچ جاؤ۔

(سیرت خاتم النبیین مصنفه حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم ۔اے صفحه 128)

بہرحال یہ باتیں سن کے قریش وہاں سے چلے گئے اور ہنسی مذاق اور ٹھٹھا کرنے لگے، تعلیم کا مذاق اڑایا۔ لیکن اس کے باوجود یہ نہیں کہہ سکے کہ آپؐ جھوٹے ہیں۔ آپؐ کو بہت برا بھلا کہا اور بھی سخت الفاظ استعمال کئے تھے لیکن یہ نہ کہہ سکے کہ آپؐ ہمیشہ کی طرح جھوٹ بول رہے ہیں۔ اگر منہ سے الفاظ نکلے تو یہی کہ ہمیشہ آپ نے سچ بولا ہے اور یقیناً آپؐ سچ بول رہے ہیں۔ آپؐ کی سچائی کا معیار اتنا بلند، واضح اور روشن تھا کہ سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا کہ آپؐ پر کوئی جھوٹ بولنے کا الزام لگا سکے، اشارہ بھی کر سکے۔

پھر آپ کے چچا کی ایک گواہی ہے۔ جب محصوری کے زمانے میں، جب شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے تھے۔ تیسرا سال جب ہونے کو آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر ابوطالب کو اطلاع دی کہ بنو ہاشم سے بائیکاٹ کا جو معاہدہ خانہ کعبہ میں لٹکایا ہوا تھا۔ ساروں نے بائیکاٹ کیا تھا اس کا معاہدہ تھا، خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا تھا۔ اس میں سوائے اللہ کے لفظ کے باقی سارا جو معاہدہ ہے اس کو دیمک کھا گئی ہے۔ اور ابوطالب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر اتنا یقین تھا کہ انہوں نے جا کے پہلے اپنے بھائیوں سے کہا کہ خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آج تک کبھی کوئی غلط بات نہیں کی۔ اور یہ اس نے مجھے بتایا ہے اور لازماً یہ بھی سچی بات ہے۔ پھر وہ دوسرے قریش کے سرداروں کے پاس گئے ان کو بھی وہی بات بتائی کہ تمہارے معاہدے کو دیمک کھا گئی ہے۔ اور تم بھی جانتے ہو اور مَیں بھی جانتا ہوں کہ اس نے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ تو جا کر دیکھ لیتے ہیں۔ اگر تو میرا بھتیجا سچا نکلا تو تمہیں بائیکاٹ کا فیصلہ بدلنا ہو گا اور اگر وہ جھوٹا ہوا تو مَیں اسے تمہارے حوالے کر دوں گا۔ جو مرضی سلوک کرنا، قتل کرو یا جو چاہے کرو۔ اور پھر جب وہ وہاں گئے تو دیکھا تو سب کفار نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا کہ واقعی وہاں سوائے اللہ کے لفظ کے باقی سارے معاہدے کو دیمک کھا گئی تھی۔ چنانچہ وہ ختم سمجھا گیا۔

(الوفاء باحوال المصطفی لابن جوزی صفحه 198 بیروت)

اب بظاہر تو آپؐ کے سچا ہونے کی بات ابوطالب نے کی ہے۔ لیکن تمام سرداران قریش کا خاموش ہو جانا یہ ثابت کرتا ہے کہ ان کو بھی یقین تھا کہ آپؐ سچ کہنے والے ہیں، بلکہ یہ بھی یقین تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا بھی سچا ہے جس نے یہ خبر دی ہے۔ لیکن خدا کو نہ ماننا، اس کے لئے تو تکبر اور ڈھٹائی تھی جو آڑے آتی تھی۔ کیونکہ اگر یہ یقین نہ ہوتا کہ واقعی کاغذ کو دیمک کھا گئی ہے یا ایسی کوئی بات ہے، خدا نے خبر دی ہے تو ہنسی مذاق میں ٹال سکتے تھے۔ لیکن بڑے سنجیدہ ہو کر سارے وہاں گئے۔

پھر ایک اور مخالف اور اس کی بیوی کی گواہی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کے لئے گئے تو امیہ بن خلف ابوصفوان کے پاس ٹھہرے اور امیہ بن خلف شام جاتے ہوئے سعد کے ہاں مدینہ میں ٹھہرا کرتا تھا۔ بہرحال کہتے ہیں امیہ نے سعد کو کہا آپ انتظار کریں اور جب دوپہر ہو اور لوگ غافل ہو جائیں تو اس وقت عمرہ کر لینا۔ اس وقت کفار کے سامنے کھلے بندوں کر نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ اس دوران کہ جب سعد طواف کر رہے تھے ابوجہل آ گیا اور اس نے کہا کعبہ کا طواف کرنے والا کون شخص ہے۔ انہوں نے کہا مَیں سعد ہوں۔ اس پر ابوجہل نے کہا تم کعبہ کا امن کے ساتھ طواف کر رہے ہو حالانکہ تم نے محمد اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ سعد نے کہا ہاں ہم نے ایسا کیا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ ایک دوسرے سے اونچی آواز میں باتیں کرنے لگے۔ اس پر امیہ نے سعد سے کہا ابوالحکم پر آواز بلند نہ کرو یہ اس وادی کا سردار ہے۔ سعد نے کہا اللہ کی قسم اگر تم نے مجھے طواف کرنے سے روکا تو مَیں تیری شام کے ساتھ جو تجارت ہے اس میں روک بن جاؤں گا۔ شام کے ساتھ تجارت اس کے رستے سے ہوتی تھی۔ اس پر امیہ سعد سے کہنے لگا اپنی آواز بلند نہ کرو اور وہ ان کو پکڑ کر روک رہا تھا۔ اس پر سعد ناراض ہو گئے اور کہا مجھے چھوڑ دو۔ مَیں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے انہوں نے کہا ہے کہ تم ان کے ہاتھوں قتل ہونے والے ہو۔ اس پر امیہ نے کہا: کیا مَیں؟ سعد نے کہا ہاں! اس پر امیہ نے کہا اللہ کی قسم محمدؐ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا۔ پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میرے یثربی بھائی نے مجھے کیا کہا ہے۔ اس نے کہا کیا کہا ہے۔ امیہ نے کہا اس نے کہا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خیال ہے کہ وہ مجھے قتل کرنے والے ہیں۔ اس پر امیہ کی بیوی نے کہا۔ اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جھوٹ نہیں بولتے۔ پھر جب کفار مکہ کی فوج بدر کی طرف جانے لگی تو امیہ کی بیوی نے اس سے کہا کہ تجھے یاد نہیں، تیرے یثربی بھائی نے کیا کہا تھا۔ امیہ نے کہا میں آگے نہیں جاؤں گا۔ لیکن ابوجہل نے امیہ سے کہا کہ تم وادی کے معزز سرداروں میں سے ہو، زبردستی اس کو آگے لے گیا، اور ایک دو دن تک تو ساتھ رہو پھر واپس آ جانا۔ چنانچہ وہ ساتھ ہو لیا اور آخر وہیں بدر میں مارا گیا۔

(بخاری کتاب المناقب ۔باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

تو یہ دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر وہ دونوں میاں بیوی نہ صرف خوفزدہ ہو گئے تھے بلکہ یقین تھا کہ ایسا ہی ہو گا۔ اور لاکھ بچنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر اسے بدر کے میدان میں لے گئی۔

پھر دیکھیں آپؐ کی سچائی کے رعب کی ایک اور مثال۔ جنگ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہونے کے بعد جب صحابہؓ کے ساتھ ایک گھاٹی میں ٹیک لگائے ہوئے تھے تو ابی بن خلف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر للکارتے ہوئے پکارا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آج تم بچ گئے تو مَیں کامیاب نہ ہوا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی اس کی طرف بڑھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے چھوڑ دو۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ لیا اور آگے بڑھے اور اس کی گردن پر ایک ہی وار کیا۔ جس سے وہ اپنے گھوڑے سے زمین پر لوٹنیاں کھاتے ہوئے گرا۔ ابن اسحاق جن کی روایت سیرت ابن ہشام میں درج ہے بیان کرتے ہیں کہ مجھے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بتایا کہ ابی بن خلف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مکہ میں ملتا تو کہتا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک گھوڑا ہے جس کو میں خاص مقدار میں دانہ کھلا کر موٹا تازہ کر رہا ہوں۔ اس پر سوار ہو کر مَیں آپ کو قتل کروں گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے کہ جس

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ اور نصیر بیگ سے رابطہ کریں

لندن جانے کے لئے فیری کے سستے ٹکٹ ہم سے خرید فرمائیں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

طرح تم کہتے ہو ویسا نہیں ہو گا بلکہ انشاء اللہ میں ہی تمہیں قتل کروں گا۔ پس جب زخمی ہو کر قریش کے پاس واپس پلٹا تو اس کی گردن پہ ایک معمولی زخم تھا جو اتنا بڑا نہیں تھا جس سے خون بہہ نکلا۔ تھوڑا سا خون بہا تھا۔ وہ کہتا جا رہا تھا کہ بخدا محمدؐ نے مجھے مار ڈالا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ تم خوامخواہ دل چھوٹا کر رہے ہو، مایوس ہو رہے ہو۔ معمولی سا زخم ہے۔ اس نے کہا تم نہیں جانتے۔ اس نے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) مکہ میں مجھے کہا تھا کہ مَیں تجھے قتل کروں گا۔ خدا کی قسم اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتا تو میں مارا جاتا۔ چنانچہ یہ قافلہ ابھی مکہ نہیں پہنچا تھا کہ اسی زخم سے سرف مقام پر وہ ہلاک ہو گیا۔

(سیرت ابن ہشام۔غزوہ احد۔ مقتل ابی بن خلف۔ مطبع مصطفی البابی الحلبی مصر 1936ء جزء الثالث صفحہ 89)

پھر ایک یہودی عالم کی آپؐ کی سچائی پر گواہی ہے، جو قیافہ شناس بھی تھا، چہرہ شناس بھی تھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگ آپؐ کا استقبال کرنے کے لئے گھروں سے باہر نکل آئے۔ اور یہ صدائیں بلند ہونے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ مَیں بھی لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لئے آیا۔ یہ بھی وہ یہودی عالم تھے۔ جب مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو بغور دیکھا تو مَیں اس نتیجے پر پہنچا کہ آپؐ کا چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔

(ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب نمبر 42)

ان تمام گواہیوں کو سامنے رکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ آپؐ سچ بولنے والے اور خدا کے سچے نبی نہیں تھے۔ سوائے اس کے کہ جن کے دل، جن کے کان، جن کی آنکھوں پر مہر لگ چکی ہو، پردے پڑ چکے ہوں، اور کوئی نہیں جو یہ باتیں کر سکے۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی سچ کو اور حق کو ظاہر کیا اور پھیلایا ہی نہیں بلکہ اپنے ماننے والوں کے دلوں میں بھی پیدا کیا۔ ان کے اندر بھی اس سچائی کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔ اور اسی حق بات کہنے اور حق کہنے کی وجہ سے اور حق ماننے کی وجہ سے بہتوں کو شروع زمانے میں اپنی زندگیوں سے ہاتھ بھی دھونے پڑے۔ لیکن یہی ہے کہ ہمیشہ سچ کو سچ کہا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کسی اعلیٰ تعلیم اور اس کے لانے والے کے اعلیٰ کردار کو جانچنے کے لئے اس شخص کی زندگی میں سچائی کے معیار بھی دیکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اور یہ معیار ہمیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سب سے بڑھ کر نظر آتے ہیں۔ آپؐ کی سچائی کا معیار بچپن اور جوانی میں بھی انتہائی بلند تھا۔ جس کی ہم نے مختلف واقعات میں گواہی دیکھی ہے۔ دشمن بھی باوجود آپؐ کی تعلیم اور خدا پر یقین نہ ہونے کے آپؐ کی طرف سے کوئی انذار کی بات سن کر، کوئی ڈرانے والی بات سن کر، خوفزدہ ہو جایا کرتے تھے۔

تو آج بھی آپؐ کی ذات پاک پر گھٹیا الزام لگائے جاتے ہیں۔ ہنسی ٹھٹھے اور استہزاء کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اور ایسے لوگ جو آج بھی یہ کام کر رہے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ آج بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت رکھتا ہے۔ بعض لوگ جو اپنے میڈیا کے ذریعے سے تاریخ کو یا حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں، حق کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کو ان کفار مکہ کی مثالیں سامنے رکھنی چاہئیں جن میں سے چند ایک مَیں نے پیش کیں، مثالیں بے شمار ہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچ اور سچ کا نور نہ کبھی پہلے ماند پڑا تھا یا چھپ سکا تھا نہ آج تم لوگوں کے ان حربوں سے یہ ماند پڑے گا یا چھپے گا۔ یہ نور انشاء اللہ تعالیٰ تمام دنیا پر غالب آنا ہے اور اس سچائی کے نور نے تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈالنا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ آج کل بھی بعض لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے بارے میں بعض کتابیں لکھی ہیں اور وقتاً فوقتاً آتی رہتی ہیں۔ اسلام کے بارے میں، اسلام کی تعلیم کے بارے میں یا آپؐ کی ذات کے بارے میں بعض مضامین انٹرنیٹ یا اخبارات میں بھی آتے ہیں، کتب بھی لکھی گئی ہیں۔ ایک خاتون مسلمان بن کے ان سائیڈ سٹوری (Inside Story) بتانے والی بھی آجکل کینیڈا میں ہیں۔ جب احمدی اس کو چیلنج دیتے ہیں کہ آؤ بات کرو تو بات نہیں کرتی اور دوسروں سے ویسے اپنے طور پر جو مرضی گند پھیلا رہی ہے۔ تو بہرحال آج کل پھر یہ مہم ہے۔ ہر احمدی کو اس بات پہ نظر رکھنی چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا تقاضا یہی ہے کہ آپؐ کی سیرت کے ہر پہلو کو دیکھا جائے اور بیان کیا جائے، اظہار کیا جائے۔ یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی خلاف بات سنی، جلوس نکالا، ایک دفعہ جلسہ کیا، ایک دفعہ غصے کا اظہار کیا اور بیٹھ گئے۔ بلکہ مستقل ایسے الزامات جو آپؐ کی پاک ذات پر لگائے جاتے ہیں ان کا ردّ کرنے کے لئے، آپؐ کی سیرت کے مختلف پہلو بیان کئے جائیں۔ ان اعتراضات کو سامنے رکھ کر آپؐ کی سیرت کے روشن پہلو دکھائے جا سکتے ہیں۔ کوئی بھی اعتراض ایسا نہیں جس کا جواب موجود نہ ہو۔ جن جن ملکوں میں ایسا بیہودہ لٹریچر شائع ہوا ہے یا اخباروں میں ہے یا ویسے آتے ہیں وہاں کی جماعت کا کام ہے کہ اس کو دیکھیں اور براہ راست اگر کسی بات کے جواب دینے کی ضرورت ہے یعنی اس اعتراض کے جواب میں، تو پھر وہ جواب اگر لکھنا ہے تو پہلے مرکز کو دکھائیں۔ نہیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا سیرت کا بیان تو ہر وقت جاری رہنا چاہئے۔ یہاں بھجوائیں تا کہ یہاں بھی اس کا جائزہ لیا جا سکے اور اگر اس کے جواب دینے کی ضرورت ہو تو دیا جائے۔ جماعت کے افراد میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں جس طرح مَیں نے کہا مضامین اور تقاریر کے پروگرام بنائے جائیں۔ ہر ایک کے بھی علم میں آئے۔ نئے شامل ہونے والوں کو بھی اور نئے بچوں کو بھی۔ تا کہ خاص طور پر نوجوانوں میں، کیونکہ جب کالج کی عمر میں جاتے ہیں تو زیادہ اثر پڑتے ہیں۔ تو جب یہ باتیں سنیں تو نوجوان بھی جواب دے سکیں۔ پھر یہ ہے کہ ہر احمدی اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرے۔ تا کہ دنیا کو یہ بتا سکیں کہ یہ پاک تبدیلیاں آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کی وجہ سے ہیں جو چودہ صدیوں سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی اسی طرح تازہ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپؐ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپؐ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپؐ ظاہر ہوئے آپؐ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے۔ اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصے میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپؐ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جب کہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جب کہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپؐ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت‘‘ (یعنی وحشی طبیعت رکھنے والے اور جانوروں والی خصلتیں رکھنے والوں) ’’کو انسانی عادات سکھلائے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا‘‘۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 206-207)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر اور آپ کے نقش قدم پر اور آپؐ کی سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا: بنگلہ دیش کا 81واں جلسہ سالانہ بھی ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ خیریت سے ہو جائے۔ وہاں کے حالات بھی ایسے ہیں جب احمدی اکٹھے ہوتے ہیں تو ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔ تو ان کے لئے دعا کریں۔ اور بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لئے بھی یہی پیغام ہے کہ اپنی زندگیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اور ہمیشہ سچائی اور حق پر قائم رہیں۔

❁❁❁ ❁ ❁❁❁

M. S. DOUBLE GLAZINGLTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

*For Friendly Quote Please Contact : **Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

سری لنکا میں، سونامی سے متأثرہ علاقہ میں احمدیہ میڈیکل وفد کی خدمات

(ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی۔لندن)

26؍دسمبر 2004ء کو سونامی نے بحر ہند سے ملحقہ اکثر ممالک میں تباہی مچادی اور اب تک اڑھائی لاکھ سے زیادہ افراد جاں بحق ہو چکے ہیں۔ جو ممالک سب سے زیادہ متأثر ہوئے ان میں انڈونیشیا اور سری لنکا سرفہرست ہیں۔ سری لنکا میں قریباً 36ہزار افراد ہلاک ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر ہیومینیٹی فرسٹ نے سری لنکا اور انڈونیشیا میں ہنگامی امداد کا پروگرام بنایا۔ اس ضمن میں فوری طبّی امداد کے لئے ایک ٹیم تیار کی گئی اور اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک سری لنکا کے لئے اور ایک انڈونیشیا کے لئے۔ خاکسار کو سری لنکا جانے والی ٹیم میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس ٹیم میں برمنگھم کے ڈاکٹر خرّم احمد صاحب بھی شامل تھے جو ENT سرجن ہیں۔ اور ڈاکٹر طارق مدثّر صاحب بھی شامل تھے جو GP ہیں۔ اس کے علاوہ عزیزان کاشف احمد، رضوان راجہ اور ذیشان رزاق بھی بطور مددگار کے شامل ہوگئے۔ آخرالذکر سری لنکا سے ہی تعلق رکھتے ہیں اور ان کی وجہ سے ترجمانی کا کام بڑی آسانی سے پورا ہوتا تھا۔ ہیومینیٹی فرسٹ کی طرف سے مکرم ظہیر احمد صاحب کو ہمارے ساتھ بطور امیر قافلہ نامزد کیا گیا اور اس طرح یہ ٹیم مکمل ہوئی۔

ہم سب نے اپنے پاسپورٹ اور سفر کے لئے ضروری انجکشن وغیرہ لگوانے کا کارروائیوں کو پورا کیا۔ جانے سے قبل ہیومینیٹی فرسٹ کے دفاتر میں ایک بڑی میٹنگ ہوئی جس میں ہیومینیٹی فرسٹ کے چیئرمین مکرم احمد یحییٰ صاحب اور احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کے قائم مقام صدر ڈاکٹر شاہنواز صاحب بھی شامل تھے۔

ہم 8؍جنوری بروز ہفتہ صبح کے وقت سری لنکا کے لئے ہیتھرو ائرپورٹ سے دعاؤں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مکرم احمد یحییٰ صاحب نے ائرپورٹ پہنچ کر اجتماعی دعا کروائی اور رخصت کیا۔

ابوظبی میں جہاز بدلنے کے بعد ہم صبح ساڑھے پانچ بجے سری لنکا کے دارالخلافہ کولمبو پہنچے۔ یہاں پر مکرم ظفراللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ سری لنکا مع مجلس عاملہ کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ مرکز پہنچتے پہنچتے تقریباً گیارہ بج گئے۔ چند گھنٹوں کے آرام کے بعد مکرم امیر صاحب سے باقاعدہ میٹنگ ہوئی جس میں مجلس عاملہ کے بعض افراد نے بھی شمولیت کی۔ امیر صاحب نے بتایا کہ ملک کے مشرق میں جہاں ہم نے پہلے جانا تھا حالات کچھ مشکوک ہیں۔ یہ علاقہ باغیوں کے کنٹرول میں ہے اور یہاں پر ہماری حفاظت کا وہ ذمہ نہیں لے سکتے تھے۔ چنانچہ ملک کے جنوب میں ہمیں بھیجنے کا انتظام کیا گیا۔ یہ علاقہ سونامی کی وجہ سے بہت تباہی کا شکار ہوا ہے۔ پروگرام تھا کہ اگلی صبح نماز فجر کے معاً بعد ہم اس علاقہ کے لئے روانہ ہوں گے۔ اس علاقہ کو ماترا (Matra) کہتے ہیں اور یہ گال (Galle) کے شہر سے قریباً 40 کلومیٹر اور آگے ہے۔

کولمبو (Colombo) میں موسم گرم تھا۔ درجہ حرارت 24 درجہ سنٹی گریڈ تھا۔ رات کو چند ڈگری کم ہوجاتا ہے۔ مچھروں کی کوئی کمی نہ تھی لیکن جماعت کی طرف سے ہمارے سونے کی جگہ میں مچھر مار دھوئیں کا مؤثر انتظام تھا۔ کولمبو کی جماعت بڑے ہی پیار اور اخلاص سے ہمارے ساتھ پیش آئی۔ اور جماعت کے افراد انفرادی طور پر ہم سے ملتے اور بہت خوشی اور تشکر کا اظہار کرتے۔

ماترا جاتے ہوئے سڑک اس جزیرہ کے ساحل کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ کولمبو سے ماترا کا فاصلہ قریباً 160 کلومیٹر ہے۔ میلوں میل ساحل سمندر کے ساتھ وہ تباہی تھی کہ خدا کی پناہ۔ گھروں کے گھر ملیامیٹ تھے اور صرف فرش ہی باقی تھے۔ کچھ دیواریں گری ہوئی نظر آتی تھیں لیکن کچھ دیواروں کو تو پانی کا بہاؤ ساتھ ہی لے گیا تھا۔ بڑے بڑے ٹرک اپنی جگہ سے کہیں دور پلٹی ہوئی حالت میں پڑے تھے۔ سمندری کشتیاں جو ساحل کے قریب ہی بندھی ہوئی ہیں ٹوٹی ہوئی حالت میں اپنے جائے وقوع سے کہیں دور پڑی تھیں۔ ریلوے کے ایک دو پُل نظر آئے جو پانی بہا کر لے گیا تھا۔ لیکن ریل کی پٹڑی لٹکی ہوئی چھوڑ گیا۔

گال (Gale) کے قریب ہم ایک ایسے مقام سے گزرے جہاں پر ریل گاڑی کا حادثہ ہوا تھا اور 1200 افراد جاں بحق ہوئے تھے۔ ریل کی پٹڑی ساحل سمندر سے قریباً ایک کلومیٹر دور ہے۔ اس کے پیچھے ایک دریا بہتا ہے۔ دریا اور ساحل سمندر کے مابین ریل کی پٹڑی کے دونوں طرف مچھیروں کی بستیاں آباد تھیں۔ ریل گاڑی عموماً یہاں سے بغیر رکے تقریباً ایک کلومیٹر پر سٹیشن پر جا کر رکتی تھی لیکن سونامی کے دن سرخ بتی ہونے کی وجہ سے وہ اس بستی میں رکی۔ لوگ گھروں سے باہر آگئے پتہ کرنے کے لئے کہ گاڑی کیوں رکی ہے۔ اسی اثناء میں سونامی کی پہلی لہر جو پانچ فٹ اونچی تھی آ کر ٹکرائی۔ لوگ ڈر کر گاڑی میں گھس گئے اور کھڑکیاں دروازے بند کر لئے۔ لیکن دوسری لہر قریباً 30 فٹ اونچی تھی اور اس میں اس قدر طاقت تھی کہ اس نے ریل گاڑی کو اپنے پٹڑی سے اٹھا کر 30 میٹر دریا کی جانب پھینک دیا۔ قریباً 1200 افراد گاڑی میں ڈوب گئے اور صرف 90 کے قریب بچ پائے۔

جب پانی واپس گیا تو مچھیروں کی یہ بستی نابود ہو چکی تھی۔ ہم اس مقام پر رُکے اور اس تباہی کو دیکھ کر دل دہل گیا۔ کوئی بھی مکان کھڑا نہ تھا۔ کچھ علاقوں سے ملبے کے نیچے سے دبی ہوئی لاشوں کی بُو اب بھی آرہی تھی۔ بڑے بڑے درخت اکھڑے ہوئے تھے۔ ایک شخص ملا جو اپنے گھر کے سامنے ملبے کی صفائی کررہا تھا۔ اس کے ساتھ چند دوست اور رشتہ دار اس کی مدد کررہے تھے۔ وہ کہنے لگا کہ اس کے 9 افراد خانہ جاں بحق ہوئے۔

یہاں سے ہم غمگین دلوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں وہ ریلوے سٹیشن بھی دیکھا جہاں سے گاڑی روانہ ہوئی تھی۔ سوائے ریل کی پٹڑی کے اس کا اور کچھ بھی باقی نہ تھا۔

ماترا پہنچ کر ہم نے وہاں حکومت کے نمائندہ سے ملاقات کی اور اس کے بعد ہم ماترا علاقہ کے میڈیکل انچارج سے ملنے گئے۔ ان دونوں نے ہمارا پرتپاک خیر مقدم کیا اور تشکر کا اظہار کیا۔ انہوں نے اپنے علاقہ کے دواضلاع ہمارے حوالے کئے اور کہا کہ ان کیمپوں کو سنبھال لو۔ ہم صبح صبح نکلتے اور ان کیمپوں میں جا کر کمانڈر سے ملتے۔ اس کے بعد ہمیں کیمپ کی طرف سے جگہ دی جاتی جہاں ہم اپنا ساز و سامان لگا دیتے۔ پھر مریض آنے شروع ہوجاتے۔ تین ڈاکٹروں کے ہوتے ہوئے ایک گھنٹہ کے قریب 70 مریض دیکھ لئے جاتے۔ کچھ بڑے کیمپ تھے اور ان میں کئی گھنٹے لگتے۔ ہم دن میں کبھی ایک کیمپ نمٹاتے اور کبھی چار تک بھی نمٹائے۔ مرہم پٹی والے مریض تو کم ہی تھے لیکن عام بیماریوں والے مریض اکثریت میں تھے۔ مرہم پٹی کرنے کے لئے کاشف احمد اور رضوان راجہ کو کچھ بنیادی ٹریننگ دی گئی تھی۔ لیکن ان دونوں نے اس قدر تیزی سے اس کام کو سیکھا کہ حیرت ہوتی تھی۔ یہ ماہروں کی طرح مریضوں سے نمٹتے تھے۔ ماشاء اللہ۔ میرے ساتھ دونوں ڈاکٹروں کی کارکردگی بھی قابل دید تھی۔ مشکل حالات میں اور ان آلات کے نہ ہوتے ہوئے جن کے یہ عادی تھے انہوں نے مریضوں کو اتنی اچھی طرح دیکھا کہ مریض خوش ہو کر اور اپنے چہروں سے تسلی اور سکون کے آثار ظاہر کرتے ہوئے رخصت ہوتے تھے۔ فجزاھم اللہ اجمعین اجراً حسنا۔

جب ہماری واپسی کا وقت قریب آیا اور ہم نے علاقہ کے حکام سے اجازت چاہی تو انہوں نے ہمیں اپنے اجلاس میں شمولیت کی دعوت دی جس میں علاقہ کے چیف منسٹر صدارت کررہے تھے۔ امیر قافلہ مکرم ظہیر احمد صاحب کے کہنے پر مَیں نے کارکردگی کی مختصر رپورٹ مجلس کو پیش کی اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ہمیں خدمت کا موقع دیا۔ علاوہ ازیں مَیں نے ان کے ملک کی بے حد خوبصورتی اور عوام کی خوش خُلقی پر انہیں مبارکباد دی۔ جواباً چیف منسٹر صاحب نے بھی شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ ملک میں طبّی امداد کی ضرورت اب اتنی نہیں رہی لیکن Reconstruction کی ضرورت بہت ہے۔ اور لوگوں کو دوبارہ روزگار دلانے کا کام اہمیت اختیار کررہا ہے۔

جب ہم واپس کولمبو پہنچے تو مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ سری لنکا اور مجلس عاملہ کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ سے پہلے تو سری لنکا میں ہیومینیٹی فرسٹ کے قیام کا پروگرام تشکیل دیا گیا اور ایک لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ اس کے بعد ملکی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے امداد کا پروگرام بنایا گیا۔ جو کام ہماری روانگی سے قبل منظور کر لئے گئے تھے وہ یہ تھے کہ اوّل پانچ مقامی سکولوں کی عمارتوں کے نقصان کو فی الفور پورا کیا جائے۔ دوئم ایک علاقہ کے مچھیروں کی کشتیاں جن کو نقصان پہنچا تھا انہیں ٹھیک کیا جائے۔ ان کی تعداد 43 تھی۔ اس کے علاوہ یتامیٰ کی کفالت کا پروگرام بھی مرتب کیا گیا جس کا انحصار ملک کے قوانین کے دائرہ میں ہوسکے گا۔ مقامی ہسپتال کو ادویات کا تحفہ بھی پیش کیا گیا اور ملک کے ایک وزیر جن کا ماترا سے تعلق ہے کو خون میں لگانے والا پانی جس کی مقدار 400 لیٹر تھی دیا گیا کہ وہ ملک کے جس حصہ میں اسے بھیجنا چاہیں بھیج دیں۔ ملک کے شمال میں تامل علاقہ میں بھی خاص تباہی آئی تھی۔ یہاں پر کام کرنے والا ایک ادارہ امداد کے حصول کے لئے آیا۔ ہمارے پاس کچھ ادویات موجود تھیں ہم نے جماعت کی طرف سے تحفۃً انہیں پیش کردیں جس پر وہ بہت خوش ہوئے۔

ان تمام کاموں کے دوران مکرم امیر صاحب کی درخواست پر ہم نے دو مقامی کیمپ بھی لگائے جس میں جماعت کے لوگوں کے علاوہ غیر از جماعت بھی شامل ہوئے۔ ہمیں توفیق ملی کہ ہم مقامی لوگوں کی نہ صرف تشخیص کرتے بلکہ انہیں مفت دوا بھی مہیا کرتے۔ اس کے علاوہ دو ایسے مریض بھی تھے جن کو ایسی بیماریاں تھی جو بڑے مہنگے آپریشن کروانے سے ٹھیک ہوتی تھیں۔ ان لوگوں کو مشورہ دیا گیا اور ہماری ٹیم میں سے دو افراد، یعنی ڈاکٹر خرم صاحب اور رضوان راجہ صاحب نے ان کے خرچ کا بیڑا اٹھالیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

آخری رات جماعت کی طرف سے ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں امیر صاحب نے ہماری آمد پر خوشی کا اظہار کیا کہ ہم خدا تعالیٰ کی خاطر آئے تھے اور یہ کہ یہ خلافت کے نظام کی برکت ہے جو ہمیں یہاں آ کر خدمت کی توفیق ملی۔

سری لنکا کی جماعت نے بڑی ہی محبت اور پیار کا سلوک کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

بقیہ: دورہ سپین از صفحہ نمبر 16

میرا یقین ہے کہ ایسے لوگ آپ کے لئے نمونہ اور شکرئے کے لائق ہیں۔ مجھے علم ہے کہ ان کی بیوہ اور تین بچے ہمارے ساتھ ہیں۔ میں ان تک اپنے جذبات پہنچانا چاہتا ہوں۔ قمر اور منصور کے ذریعہ مجھے یہ علم ہوا کہ ان کے باپ نے کیا کام کیا اور کس جذبے کے ساتھ کیا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے شعبہ کو پورا علم ہے کہ جماعت احمدیہ کو ہمارے ملک میں کن مسائل کا سامنا ہے۔ امیر جماعت اور قمر باقاعدگی سے اپنی سرگرمیوں سے آگاہ کرتے رہتے ہیں اور حتی الوسع ہم ان کا جواب بھی دیتے ہیں۔

مَیں یہ بھی آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کی جماعت کے افراد کے ساتھ کام کرنے کا جو مجھے تجربہ ہے وہ بہترین ہے اور سنجیدگی سے اور صبر سے یہ کام کیا اور انہوں نے صبر، سنجیدگی، دوستی اور اعتماد دکھایا۔ ان کے ذریعہ میں آپ کی جماعت کو اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ یہ امن انصاف اور انسانی خدمتوں کی وجہ سے ساری دنیا میں مشہور ہے۔ میں آپ کی حوصلہ افزائی کرتا ہوں کہ آپ اسی طرح اپنی اچھی روایات کو جاری رکھیں اور آپ کی وسیع ذہنی اور بردباری بھی جاری رہے اور اگر ہم اچھی سوچ اور کردار کے مالک ہوں گے تو ہمارا معاشرہ بھی بہتر ہوگا۔

آخر میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے دعا کریں کہ خدا کی رضا کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی توفیق پاؤں جیسے کہ آپ حق دار ہیں۔ آپ کی توجہ اور صبر و تحمل سے بات سننے کا بہت بہت شکریہ‘‘۔

پیدروآباد کی میئر کا خطاب

اس پیغام کے بعد پیدروآباد کی میئر MARIA LUISA WICSERRARO نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس، محترم خواقین منطیقون جو کہ مذہبی امور کے سب ڈائریکٹر ہیں۔ اور محترم مبارک احمد صاحب صدر احمدیہ مسلم جماعت سپین و محترم عبد اللہ صاحب امام مسجد بشارت پیدروآباد اور احمدیہ جماعت کے تمام ممبران اور حاضرین بیسواں جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ سپین۔ خوش آمدید۔ میرے لئے میئر کی حیثیت سے اور پیدروآباد کے عوام کے لئے یہ خوشی کی بات ہے کہ آپ ہمارے ملک اور گاؤں میں آئے۔ سب سے پہلے تو میں پسند کروں گی کہ وہ ہزاروں لوگ جو خلیج بنگال اور جنوب مشرقی ایشیا میں ہلاک ہوئے ہیں ہم سب مل کر ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کریں۔ میں خاص طور پر انڈونیشیا کے لوگوں کا ذکر کرتی ہوں۔ جس ملک میں بہت سے جماعت احمدیہ کے ممبر رہتے ہیں۔ سپین کے پہلے مشنری مکرم مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب اور ان کے اہل و عیال کو خاص اور ہمدردانہ سلام کہنا چاہوں گی کہ انہوں نے ہمیشہ پیدروآباد کے ساتھ اپنا خاص تعلق سمجھا اور انکا جسد خاکی ہمارے گاؤں میں ہے۔ اور ہمیشہ یہیں رہے۔ اور اسی طرح ان تمام احباب کو جو کہ دور دور کے ملکوں سے جیسے جرمنی، ہالینڈ، انگلینڈ اور انڈیا وغیرہ سے تشریف لائے ہیں کو خوش آمدید کہتی ہوں اور میں امید کرتی ہوں کہ آپ لوگ جلسہ ختم ہونے پر اپنے دل اور ہاتھ میں اعلیٰ اخلاقی اقدار لے کر بخیریت اپنے اپنے گھروں میں پہنچیں۔ دوستی، عزّت اور اچھی خواہشات ہمارے دل و دماغ میں ایک خاص جگہ بنالیں اور یہ چیزیں انسانیت کا دل جیتنے میں مدد کریں گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بڑا اہم موقع ہے کہ جس میں مذہبی آزادی، عزّت نفس اور عزّت انسانی کے لئے ہم سب مل کر ایک ہموار راستے کی تلاش میں چلیں، جو اس موجودہ دور کی ایک اہم ضرورت ہے۔

حال ہی میں ہونے والی دہشت گردی کے واقعات جو قومی اور بین الاقوامی طور پر ہم سب کو متاثر کرتے ہیں ہم سب کو مل کر ان کے خلاف آواز اٹھانی چاہئے۔ حکومتی سطح پر ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہئے کہ معاشرے سے اسلام کے خلاف نفرت اور اس کا خوف ختم ہو۔ بعض لوگوں کی دلچسپی اس امر میں ہے کہ اسلام کے مفادات کو ختم کیا جائے لیکن ہمیں ان خیالات سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ پیدروآباد کی میونسپل کمیٹی کے ممبران، ہم سپینش حکومت کے اس بیان کی حمایت کرتے ہیں جس میں انہوں نے سپین میں مقیم مسلمانوں کے ساتھ تعلقات بنانے کی تاکید کی تھی۔ ہمیں سوسائٹی میں ہر طرح پر بردباری اور مذاکرات کو عام کرنا چاہئے۔

25 سال سے جب سے پیدروآباد میں جماعت احمدیہ کا مشن قائم ہے اور 1889ء سے جب بانی جماعت احمدیہ نے دعویٰ کیا تھا میں سمجھتی ہوں کہ ایک مسلمان، امن اور خوش آئندہ مستقبل ہی کی علامت ہے۔ آخر میں، میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے میری گزارشات کو توجہ سے سنا اور خواہش کرتی ہوں کہ آپ کا بیسواں جلسہ سالانہ آپ کے لئے بہت مفید ہو اور آپ کی خواہشات کے مطابق پورا ہو۔

میئر کے اس مختصر خطاب کے بعد جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مراکش کے ایک احمدی دوست عبد اللہ صاحب نے کی جس کا اردو اور سپینش ترجمہ مکرم عبد اللہ ندیم صاحب مبلغ انچارج سپین نے پیش کیا۔ اس کے بعد ملک طارق احمد صاحب مبلّغ سپین نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام: ’’ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے‘‘ پڑھا۔

اختتامی خطاب

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سپین کے اس تاریخی جلسہ سالانہ سے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے اپنے خطاب میں سپین میں مسلمان حکومتوں کی عظمت و شوکت، ان کے عروج اور پھر ان کے زوال کی وجوہات اور ان کے حالات بیان کرتے ہوئے احباب جماعت سپین کو تبلیغ اور دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دلائی۔ حضور انور نے فرمایا کہ جن لوگوں نے سپین پر سات سو سال عظیم الشان حکومت کی ان کے ساتھ تو خدا تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں تھا۔ انہوں نے جب احکامات الٰہیہ سے روگردانی کی تو ان کی وہ عظیم الشان حکومتیں بھی ختم ہو گئیں جن کی عظمت اور شان و شوکت کی گواہی آج ان کے دور کی مساجد اور محلّات دیتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے ساتھ تو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ آپ نے ہمیشہ کے لئے غالب آنا ہے اور یہ غلبہ ہم نے دلوں کو جیت کر حاصل کرنا ہے۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور پیغام حق پہنچانے کے لئے مستعد ہو جائیں۔

حضور انور نے خصوصاً قرطبہ شہر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس شہر اور اس کے اردگرد آباد لوگوں کو تبلیغ کریں۔ یہ عربوں کی ہی نسلیں ہیں ان کو پیغام حق پہنچائیں اور ان کے آباؤ اجداد کے بارہ میں بتائیں کہ وہ مسلمان تھے اور زبردستی عیسائی بنائے گئے۔

حضور انور نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے مسجد بشارت سپین کے سنگ بنیاد کے موقع پر ایک ارشاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ اس جگہ کا انتخاب نہ میں نے کیا ہے نہ کرم الٰہی ظفر صاحب نے بلکہ اس جگہ کا انتخاب خدا تعالیٰ نے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کے لئے اس جگہ کو چنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا پس اب یہ جگہ اور یہ مسجد بہت اہم ہے۔ اور اب انشاء اللہ اسی جگہ سے سپین میں اسلام کا نور پھیلے گا۔ اسی جگہ کو اب ہمیشہ کے لئے ایک مرکزی حیثیت حاصل رہے گی۔

حضور انور نے مکرم مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم کا ذکر خیر بھی فرمایا کہ کس طرح انہوں نے اپنی ساری زندگی سپین میں خدمت اسلام میں گزار دی۔ حضور انور نے فرمایا وہ تو شہید ہیں۔ ان کا نمونہ آپ کے سامنے موجود ہے اس لئے آپ سب اب تبلیغ کی طرف توجہ دیں اور اس فرض کی کماحقہٗ ادائیگی کی توفیق پائیں۔

حضور انور کا یہ خطاب جو MTA پر نشر ہو چکا ہے پون گھنٹہ تک جاری رہا۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد احباب نے نعرے بلند کئے اور افریقن احمدی بھائیوں نے اپنے مخصوص انداز میں لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھا۔

آخر پر حضور انور نے آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور ڈائریکٹر مذہبی امور اور پیدروآباد کی میئر کو تحائف بھی پیش کئے۔

اس کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے خواتین کے جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں بچیوں نے کورس کی شکل میں مختلف نظمیں پڑھیں۔ حضور انور نے خواتین کو نصائح فرمائیں اور ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم و رحمہ اللہ و برکاتہٗ کہا اور باہر تشریف لے آئے۔

جماعت احمدیہ سپین کے اس بیسویں جلسہ سالانہ میں 461/ احباب شامل ہوئے۔ گزشتہ سال کے جلسہ سالانہ سے یہ تعداد تین گنا زیادہ ہے۔ سپین کے علاوہ انگلستان، جرمنی، پرتگال، ہالینڈ، اٹلی اور کینیڈا سے بھی احباب اس جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔ اس کے علاوہ چالیس سپینش مہمان بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔

میڈیا کورتج

جلسہ سالانہ کی تصاویر کے ساتھ COVERAGE یہاں کے دو اخباروں ’’CORDOBA‘‘ نے اپنی 8/ جنوری کی اشاعت میں ملک کے ایک نیشنل اخبار ’’ABC‘‘ نے بھی اپنی 8/ جنوری 2005ء کی اشاعت میں کی۔ ان اخبارات نے حضور انور کی سپین آمد کا ذکر کیا اور جلسہ کی خبریں دیں اور لکھا کہ یہ پروگرام MTA کے ذریعہ ساری دنیا میں نشر ہو رہا ہے۔ ان اخبارات نے جماعت احمدیہ کی تعریف کی اور لکھا کہ یہ جماعت امن پسند ہے اور ہر قسم کے فتنہ و فساد کے خلاف ہے۔

مجلس عاملہ پرتگال کے ساتھ میٹنگ

حضور انور کچھ دیر کے لئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ پھر پونے سات بجے نیشنل مجلس عاملہ پُرتگال کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کی میٹنگ دعا سے شروع ہوئی جو سوا سات بجے تک جاری رہی۔ تمام سیکرٹریان نے اپنے اپنے عہدوں کا تعارف کروایا۔ حضور انور نے باری باری سب کے کام کا جائزہ لیا اور ہر سیکرٹری کو ہدایات دیں۔ چندہ کے معیار کو بڑھانے کی طرف حضور انور نے توجہ دلائی اور ہدایت دی کہ نومبائعین کو اپنے چندہ کے نظام میں شامل کریں اور ان سے مستقبل رابطہ رکھیں اور انہیں اپنے نظام کا حصہ بنائیں۔

حضور انور نے جماعت پرتگال کو LISBON شہر کے قریب پلاٹ خریدنے اور مسجد تعمیر کرنے کی ہدایت فرمائی اور فرمایا دعائیں بھی کریں اور کوشش بھی کریں اور شہر سے باہر اچھی سی جگہ دیکھیں۔ اس میٹنگ کے آخر پر نیشنل مجلس عاملہ پرتگال نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ سپین کے ساتھ میٹنگ

اس میٹنگ کے بعد مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ سپین کی میٹنگ شروع ہوئی حضور انور نے دعا کروائی اور باری باری تمام مہتممین سے ان کے کام اور آئندہ کے لائحہ عمل کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ تمام خدام کا ریکارڈ مکمل رکھیں کہ کل کتنے خدام ہیں، ان میں کتنے کمانے والے ہیں، کتنے طلباء ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو بیروزگار ہیں اور پھر کتنے ہیں جو بجٹ میں شامل ہیں۔ چندہ کے معیار کو بہتر بنانے کی طرف حضور نے توجہ دلائی۔ فرمایا۔ جماعتوں میں خدام کی مجالس بھی قائم کریں، جہاں تین خدام موجود ہوں وہ مجلس قائم ہونی چاہئے۔

قرطبہ کی مجلس میں پیدروآباد کو شامل کیا گیا تھا۔ حضور انور نے فرمایا: یہ درست نہیں ہے۔ اصل مجلس پیدروآباد ہے۔ قرطبہ کو پیدروآباد میں شامل کریں یا پھر دونوں علیحدہ علیحدہ مجالس ہوں۔ فرمایا پیدروآباد کے اردگرد کا جو علاقہ ہے دیہات ہیں ان کی ایک مجلس پیدروآباد بنا دیں۔

حضور انور نے فرمایا معتمد کا فرض ہے کہ تمام مجالس سے رپورٹیں حاصل کرے اور مجالس کو بار بار یاددہانی کروائے۔ حضور انور نے فرمایا اب آپ نے تبلیغ میں بھی آگے آنا ہے۔ اس لئے تبلیغ کے لئے باقاعدہ پلاننگ کریں اور ہر مجلس میں اپنی ٹیمیں بنائیں جو تبلیغی رابطے وسیع کریں اور تعلقات بنائیں اور کام کو آگے بڑھائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ سپین کے ہر خادم کی مکمل تجنید تیار ہونی چاہئے مہتمم صنعت و تجارت کو حضور انور نے ہدایات فرمائیں کہ تجربہ کار لوگ یہاں پر مارکیٹوں میں اپنے سٹال لگاتے ہیں ان سے طریقے پوچھ لیا کریں اور پھر دوسروں کی اس بارہ میں راہنمائی کریں۔

خدمت خلق کے شعبہ کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ہسپتالوں میں جائیں، مریضوں کی عیادت کریں۔ ان کا حال پوچھیں۔ ان کے لئے پھل، پھول ساتھ

لے جائیں۔ فرمایا۔ ہر جماعت میں، ہر مجلس میں گروپ بنائیں اور منظّم طور پر خدمت خلق کا کام کریں۔ اس طرح آپ کے رابطے بڑھیں گے اور تعلقات وسیع ہوں گے ۔ اور آپ رابطے قائم ہونے پر احمدیت کا پیغام بھی پہنچا سکیں گے۔ خدمت خلق کے ساتھ تعارف بھی ہو جاتا ہے ۔ فرمایا: باقاعدہ پلان بنائیں کہ خدمت خلق کر کے کس طرح غریب گاؤں میں ہم احمدیت کا پیغام پہنچا سکتے ہیں ۔ فرمایا۔ خدمت خلق کریں گے تو آپ کا تعارف خود بخود ہو جائے گا۔

حضور انور نے تمام مہتممین کو ہدایت فرمائی کہ دستور اساسی سے اپنے اپنے شعبہ کے بارہ میں پڑھیں اور پھر اس کے مطابق اپنے کام کو منظّم بنیادوں پر آگے بڑھائیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ یہ میٹنگ پونے آٹھ بجے تک جاری رہی۔ میٹنگ کے آخر پر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف حاصل کیا۔

اس کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ سپین کی تین فیملیز کے 13/افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اس کے علاوہ ایکواڈور (ECUADOR) کی ایک زیر تبلیغ فیملی نے بھی حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

سوا آٹھ بجے حضور انور نے جلسہ گاہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

♍♍♍♍♍♍

9/جنوری 2005ء بروز اتوار:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بشارت سپین پیدرو آباد میں پڑھائی۔ صبح دس بجے حضور انور دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد سوا دس بجے نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ سپین کی میٹنگ شروع ہوئی جو گیارہ بجے تک جاری رہی۔ حضور انور نے لجنہ کی عہدیداران سے ان کے کام اور آئندہ کے پروگراموں اور منصوبہ بندی کے بارہ میں دریافت فرمایا اور مختلف امور کے بارہ میں ان کو تفصیلی ہدایات سے نوازا اور ان کی رہنمائی فرمائی۔

ایک فارم کا وزٹ

اس میٹنگ کے بعد گیارہ بجے حضور انور پیدرو آباد سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ایک فارم دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے ۔ فارم کے مالک نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور فارم کے وزٹ کے لئے اپنی جیپیں پیش کیں ۔ کیونکہ فارم کے اندر سفر ناہموار پہاڑی راستہ پر ہے جس پر جیپ وغیرہ سہولت کے ساتھ جا سکتی ہے۔

MOT
Cars: £35 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

دو بجکر پچیس منٹ پر حضور انور نے مسجد بشارت میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

چلڈرن کلاس

چار بج کر پچاس منٹ پر مسجد بشارت میں حضور انور کے ساتھ چلڈرن کلاس کا انعقاد ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم طاہر احمد صاحب نے کی ۔ اس کا اردو ترجمہ عزیزم عبد الفاتح نے پڑھا۔ اس کے بعد عزیزم عمر اعجاز اللہ خان نے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث پیش کی ۔ اور عزیزہ عمیرہ مجید نے خوش الحانی سے نظم پڑھ کر سنائی ۔ جس کے بعد ’’نرم اور پاک زبان کا استعمال‘‘ کے عنوان پر عزیزم نعمان احمد نے تقریر کی ۔ اور دوسری تقریر ’’سپین کے مختلف مقامات کا تعارف‘‘ کے عنوان پر عزیزم جری اللہ مبشر نے کی۔

حضور انور نے منتظمین کو ہدایت فرمائی کہ بچوں کا اردو تلفظ چیک کر کے ان کی تیاری کروایا کریں ۔ اس طرح جو دعائیں یا احادیث بچے یاد کریں ان کا مفہوم بھی انہیں سمجھایا کریں۔

تقریر کے بعد عزیزہ عمیرہ مجید اور عزیزہ انیلہ خالد نے مل کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم نبیل احمد نے حکایات بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش کیں ۔ جس کے بعد ’’آنحضرت ﷺ کا دشمنوں سے حسن سلوک‘‘ کے موضوع پر عزیزہ قرۃ العین صاحبہ نے تقریر کی اور عزیزہ زعمہ طاہرہ نے ’’سیرت حضرت مسیح موعودؑ‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ بچے اونچی آواز میں بولا کریں۔ ان کے اندر خود اعتمادی ہونی چاہئے۔

اس چلڈرن کلاس کے اختتام پر تقریب آمین ہوئی ۔ حضور انور نے چار بچوں عزیزم نبیل احمد خالد، عزیزہ عائشہ خالد، عزیزہ حمزہ اور عزیزہ عمیرہ سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور آخر پر دعا کروائی۔

نیشنل مجلس عاملہ سپین کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد ساڑھے پانچ بجے نیشنل مجلس عاملہ سپین کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی جو پونے سات بجے تک جاری رہی ۔ حضور انور نے دعا کے ساتھ میٹنگ کا آغاز فرمایا۔ اور باری باری تمام شعبوں کے کام کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ سیکرٹریان کی رہنمائی فرمائی اور تفصیلی ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے جماعت کی تجنید، اس کے ریکارڈ اور چندہ کے نظام میں شامل تعداد کا تفصیل سے جائزہ لیا اور اس بارہ میں ہدایات دیں کہ مالی قربانی کا معیار مزید بہتر بنائیں اور جو لوگ اس وقت بجٹ میں شامل نہیں ہیں اور چندہ نہیں دے رہے ان کو چندہ کے نظام میں شامل کریں۔ فرمایا جو نہیں دے سکتے وہ باقاعدہ لکھ کر دیں کہ نہیں دے سکتے یا کم دے سکتے ہیں اور باقاعدہ اس کی اجازت لیں۔ حضور انور نے وصیت کے نظام کو بھی بہتر بنانے اور UPDATE کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

سیکرٹری وقف جدید کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اس چندہ میں بچوں کو بھی شامل کریں اور خواتین کو بھی شامل کریں آپ کی جماعت کی جو تجنید ہے اس کے مطابق کوشش کر کے سب کو شامل کریں۔

شعبہ سمعی و بصری کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ MTA کے لئے پروگرام تیار کر کے بھجوائیں۔ سپین میں تو بے تحاشا چیزیں ہیں، سپین کا کلچر ہے، تاریخی چیزیں ہیں، مساجد ہیں، محلّات ہیں، قلعے ہیں، فارمنگ کا کام ہے، کارخانے ہیں۔ یہاں تو بہت زیادہ ڈاکومنٹری فلمیں تیار کی جا سکتی ہیں۔

شعبہ صنعت و تجارت کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ایسے احباب جن کے پاس کام نہیں ان کو کسی ایسے ریسٹورنٹ میں کام نہ دلوائیں جہاں شراب یا سؤر وغیرہ حرام کا کاروبار ہوتا ہے۔

شعبہ امور خارجہ کو ہدایت فرمائی کہ اپنے رابطے اور تعلقات بڑھائیں ۔ ہر جگہ، ہر شہر میں جماعت کی پہچان ہونی چاہئے، ہر جگہ احمدی احباب کے ذاتی رابطے قائم ہونے چاہئیں۔ باقاعدہ پلاننگ کر کے اس پر کام کریں۔

تبلیغ کے بارہ میں حضور انور نے تفصیل کے ساتھ سپین کی تمام جماعتوں کا جائزہ لیا اور اس بارہ میں ساری مجلس عاملہ اور جماعتوں کے صدران اور پھر ان کی مجالس عاملہ ۔ تمام عہدیداروں کو بڑی تفصیل کے ساتھ ہدایات دیں ۔ فرمایا جو سوئے ہوئے ہیں ان کو جگانا پڑے گا۔ مستقل مزاجی سے کوشش کرنی پڑے گی ۔ فرمایا یہ کام صبر والا اور مستقل مزاجی والا ہے۔ نصیحت کرنے کا حکم ہے۔ نصیحت کرتے چلے جاؤ اور ہمت نہیں ہارنی۔

سیکرٹری شعبہ وقف نو کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جو بچے پندرہ سال کے ہو چکے ہیں ان سے تجدید کروائیں کہ ہمارے والدین نے وقف کیا تھا۔ ہم اپنا وقف قائم رکھنا چاہتے ہیں اور ہماری یہ ذاتی تجویز ہے کہ ہم یہ بننا چاہتے ہیں اگر مرکز کو منظور ہو تو یہ بن جائیں اور یہ لائن اختیار کر لیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ وقف نو کے نصاب کے جو مختلف حصے ہیں وہ بچوں کو سپینش میں ترجمہ کر کے دیں تا کہ ان کو پتہ لگ سکے کہ یہ ہمارا نصاب ہے اور اپنی رپورٹ میں اس بات کا ذکر کریں کہ یہ نصاب ان بچوں کو دیا گیا ہے اور وہ پڑھ رہے ہیں۔

حضور انور نے ان احمدی احباب کے بارہ میں فرمایا کہ جو اس ملک میں سالہا سال سے آباد ہیں ان کو مقامی زبان سیکھنی چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بوڑھے لوگ ہیں ان کے پاس چلے جائیں ان کا حال احوال دریافت کریں ۔ ان سے باتیں کریں اور زبان سیکھیں۔ جاتے ہوئے پھل، پھول وغیرہ لے جائیں۔ جب ان سے باتیں کریں گے تو زبان بہتر ہو گی اور پھر رابطے پیدا ہوں گے اور تعلقات بڑھیں گے۔

حضور انور نے نئی مسجد کی تعمیر کے تعلق میں بھی ہدایات دیں ۔ حضور انور نے فرمایا کہ اب مجلس عاملہ کو ایک ہو کر کام کرنا پڑے گا ۔ عہدوں کو فضل الٰہی سمجھتے ہوئے کام کرنا پڑے گا۔ فرمایا اب نئے سرے سے نئے عزم کے ساتھ کام کریں۔ حضور انور نے فرمایا اب یہاں پانچ مبلّغ ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے ۔ آمین

اس میٹنگ کے بعد مجلس عاملہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف حاصل کیا۔

10/جنوری 2005ء بروز سوموار:

نماز فجر حضور انور نے مسجد بشارت پیدرو آباد میں پڑھائی صبح حضور انور ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور سرانجام دئے۔ ایک بجے حضور انور نے مسجد بشارت میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔ اس کے بعد حضور انور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

ساڑھے پانچ بجے حضور انور پیدرو آباد کے نواحی علاقہ میں پیدل سیر کے لئے مع خدام کے تشریف لے گئے اور ایک گھنٹہ کی سیر کے بعد 6:30 بجے حضور انور نے مسجد بشارت میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

11/جنوری 2005ء بروز منگل:

جبرالٹر کا وزٹ اور گورنر سے ملاقات

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نماز فجر مسجد بشارت پیدرو آباد میں پڑھائی ۔ آج پروگرام کے مطابق سپین کے ہمسایہ ملک جبرالٹر (GIBRALTAR) کے لئے روانگی تھی۔ پیدرو آباد سے جبرالٹر کا فاصلہ 325 کلو میٹر ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز صبح 9:30 بجے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور روانگی سے قبل دعا کروائی اور قافلہ جبرالٹر کے لئے روانہ ہوا۔ دو صد کلومیٹر سفر کے بعد راستہ میں کچھ دیر کے لئے ایک ریسٹورنٹ میں رُک کے پھر آگے جبرالٹر کی طرف روانگی ہوئی۔

جبرالٹر (GIBRALTAR) وہ مشہور پہاڑی مقام ہے جہاں 711ء میں طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ سپین فتح کرنے کے لئے اترا تھا۔ یہ نہایت بلند پہاڑ اسی وقت سے فاتح جرنیل طارق بن زیاد کے نام سے موسوم ہے اور اس کو ’’جبل الطارق‘‘ بھی کہتے ہیں۔

جبرالٹر سمندر کے کنارے پر واقع ہے اور اس کے بالکل سامنے مراکش (MOROCCO) کی پہاڑیاں نظر آتی ہیں اور درمیان میں MEDITERRANEAN SEA (بحیرہ روم) ہے ۔ جبرالٹر کے مقام پر MEDITERRANEAN SEA کے ساتھ دو سمندر اکٹھے ہوتے ہیں ۔ دوسرا سمندر ATLANTIC OCCEAN آ کر ملتا ہے ۔ اس طرح یہاں طارق بن زیاد اپنی کشتیوں کے ساتھ اسی سمندر کے راستہ سے آیا تھا اور جبرالٹر کے پہاڑ پر اتر کر اپنی کشتیاں جلا دیں تھیں۔

سپین میں سات سو سال کی حکومت کے دوران 1462ء تک یہ پہاڑ مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔ پھر CATILLA نے 1462ء میں اسے مسلمانوں سے چھین لیا۔ اس وقت تک سپین سے مسلمانوں کی حکومت ختم ہو چکی تھی ۔ اس کے بعد 1704ء میں ایک ANGLO-DUTCH نے جبرالٹر پر سپین کی جنگ کے دوران قبضہ کر لیا۔ 1713ء میں سپین نے اس پہاڑ کو برطانیہ کے حوالے کر دیا ۔ اس وقت سے یہ پہاڑ برطانیہ کے قبضہ میں ہے اور برطانیہ کی فوج اس کو ایک بحری اڈّے کے طور پر استعمال کر رہی ہے ۔ جبرالٹر کا علاقہ صرف 6 مربع کلومیٹر کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے اور اس کی کل آبادی 30 ہزار ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک بجے کے قریب سپین اور جبرالٹر کے بارڈر پر پہنچے۔ امیگریشن کی کارروائی حضور انور کی آمد سے پہلے ہی مکمل ہو چکی تھی۔ بارڈر سے قبل ہی پولیس نے دوسری گاڑیوں کو روک کر قافلہ کی گاڑیوں کو گزارا ۔ پھر آگے جب چیک پوائنٹ اور امیگریشن کی حدود سے حضور انور کی گاڑی گزری تو امیگریشن سٹاف نے جو فوجی وردی میں ملبوس تھا حضور انور کو سلیوٹ کیا۔ اس طرح پورے پروٹوکول کے

ساتھ حضور انور جبرالٹر کی حدود میں داخل ہوئے۔

سوا ایک بجے ہوٹل CALETA میں پہنچے جہاں ظہر وعصر کی نمازوں اور چند گھنٹے قیام کا پروگرام تھا۔اس ہوٹل کے ایک طرف جبرالٹر کا بلند و بالا پہاڑ اور دوسری طرف سمندر ہے۔ایک بجکر 35 منٹ پر حضور انور نے اسی ہوٹل میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔اس کے بعد حضور انور جبرالٹر کے گورنر SIR FRANCIS RICHARD (GOVERNAR &COMMANDER INCHIEF OF GIBRALTAR) سے ملاقات کے لئے گورنر ہاؤس تشریف لے گئے۔جب حضور انور کی گاڑی گورنر ہاؤس کے مین گیٹ پر پہنچی تو پوری پروٹوکول کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا گیا۔وہاں متعیّن فوجی نے حضور انور کو سلیوٹ کیا اور ایک افسر حضور انور کو اپنے ساتھ اندر لے گئے۔

گورنر سے یہ ملاقات دو بجے سے شروع ہو کر 2:30 بجے تک جاری رہی۔گورنر نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور بہت دلچسپی اور اچھے ماحول میں گفتگو ہوئی۔

ملاقات کے آغاز میں ہی گورنر نے کہا کہ مجھے جماعت احمدیہ کے بارہ میں کافی معلومات ہیں۔ پاکستان میں جو حالات آپ کی جماعت کے ساتھ گزر رہے ہیں اس کا مجھے علم ہے۔

گورنر نے بتایا کہ جبرالٹر کی آبادی 30 ہزار ہے جس میں مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔ملک کے ذرائع آمد اور اقتصادی صورتحال کے بارہ میں بھی گفتگو ہوئی۔مختلف ممالک سے جہازوں کی آمد ورفت اور بعض دوسرے مختلف امور پر تفصیلی باتیں ہوئیں۔گورنر نے حضور انور کی خدمت میں کافی COFFEE پیش کی۔

ملاقات کے آخر پر حضور انور نے گورنر کا شکریہ ادا کیا اور قرآن کریم ،اسلامی اصول کی فلاسفی اور Revelation ,Rationality......اُسے پیش کیں۔گورنر نے بھی حضور انور کی خدمت میں جبرالٹر کا ایک سوونیئر پیش کیا جس پر جبرالٹر کا نقشہ بنا ہوا ہے۔اس کے بعد حضور انور وہاں سے رخصت ہوئے۔جب حضور انور کی گاڑی وہاں سے روانہ ہونے لگی تو حضور انور کو ڈیوٹی پر متعیّن فوجیوں نے سلیوٹ کے ساتھ رخصت کیا۔

ملاقات کے بعد حضور انور واپس ہوٹل CALETA پہنچے۔پھر یہاں سے اُس بلند و بالا پہاڑ پر چڑھنے کے لئے روانگی ہوئی۔اور اس آخری حد تک پہنچے جہاں تک سڑک کھلی ہے۔اس پہاڑ سے سمندر کا نظارہ بہت خوبصورت ہے اور بہت لطف آتا ہے۔سمندر چھوٹے بڑے جہازوں سے بھرا ہوا ہے۔بہت سے جہاز بندرگاہ پر آنے کے لئے اپنی باری کے انتظار میں ہیں۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

پہاڑ کے ایک حصہ پر گاڑیاں کھڑی کر کے دوپہر کا کھانا کھایا گیا۔پہاڑ کے اوپر جو سڑک چڑھتی ہے اس کے کنارے پر جگہ جگہ بندروں کی ٹولیاں بیٹھی ہوئی نظر آتی ہیں۔ہاتھ میں کھانے پینے کی کوئی چیز لے کر ان کے پاس سے گزرنا محال ہے۔

پہاڑ کے اوپر ایک ایسی جگہ بنی ہوئی ہے جہاں سے اس پہاڑ کے اردگرد تین اطراف سے سمندر کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ایک طرف تو ہمسایہ ملک مراکش کی پہاڑیاں نظر آتی ہیں۔یوں کہا جاسکتا ہے کہ برّ اعظم افریقہ کا ایک کونہ نظر آتا ہے۔جبرالٹر سے مراکش تک نصف گھنٹہ کا بحری جہاز کا سفر ہے۔حضور انور نے اس جگہ پر کھڑے ہو کر اس تاریخی پہاڑ کی اور پھر مختلف اطراف کے خوبصورت نظاروں کی تصاویر بنائیں۔اور تمام قافلہ کی تصویر کھینچی اور پھر وفد کے ممبران کو اپنے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف اور سعادت بھی عطا فرمائی۔اگر موسم بالکل صاف ہو تو اس جگہ سے مراکش کے ساحلی شہر صاف نظر آتے ہیں اور ابن بطوطہ کا شہر طنجہ بھی دکھائی دیتا ہے۔

یہی وہ پہاڑ تھا اور یہی وہ مقام تھا جہاں آج سے تیرہ سو سال قبل ایک مسلمان جرنیل ،عزم وہمّت کا پیکر اور متوکّل علی اللہ، فاتح سپین، طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ اترا تھا اور اسی سمندر میں جو سامنے نظر آ رہا تھا اپنی کشتیاں جلا کر واپسی کے سارے راستے بند کر دیئے تھے اور پھر اللہ کی تائید ونصرت کے ساتھ سپین کو فتح کرتا ہوا اس ملک کے آخری حصہ میں پہنچ گیا۔اور ''جبل الطارق'' جبرالٹر ہمیشہ کے لئے ایک تاریخ بن گیا۔

اس پہاڑ کی تہوں میں بہت گہری غاریں بھی ہیں۔اور اندر ہال نما کھلی جگہیں ہیں اور یہ غاریں اور وسیع و عریض کھلی جگہیں مختلف منازل میں ہیں۔پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم کے دوران یہاں فوجی پناہ لیتے تھے۔اس بلند و بالا پہاڑ کے اندر اس کی تہہ میں ایک ہال نما جگہ اسقدر بڑی ہے کہ وہاں دو تین صد سے زائد کرسیاں لگی ہوئی ہیں۔پہاڑوں کی تہہ میں ایک نئی دنیا ہے۔یہ غاریں صدیوں سے بنی ہوئی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ان غاروں کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔MTA کی ٹیم نے اس کی ریکارڈنگ کی۔حضور انور نے غاروں کے مختلف حصّے دیکھے اور تصاویر بھی بنائیں۔غاروں کی چھتوں پر مختلف رنگوں اور قسموں کے پتھر اس طرح لٹک رہے ہیں جیسے کسی نے بڑی محنت سے مینا کاری اور نقش ونگار کر کے ان کو فانوس کی شکل دے دی ہے۔

ان غاروں میں جگہ جگہ قدرت نے ستون کھڑے کئے ہوئے ہیں اور وہ بھی نہایت ملائم۔اور یہ پتھر کے ستون اس طرح معلوم ہوتے ہیں جیسے بڑے بڑے رسّوں کو بل دے کر ان کو تیار کیا گیا ہے۔

ان غاروں کو دیکھنے کے بعد وہاں سے پانچ بجے واپسی کا سفر شروع ہوا۔چند ہی منٹ بعد جبرالٹر کا بارڈر کراس کر کے سپین کی حدود میں داخل ہوئے۔واپسی پر بارڈر کراس کرتے ہوئے جبرالٹر کی امیگریشن پولیس نے ایک بار پھر حضور انور کو سلیوٹ کیا اور الوداع کیا۔اور یوں جبرالٹر کا مختصر وزٹ اپنے اختتام کو پہنچا۔لیکن ابھی واپس پیدرو آباد تک پہنچنے کے لئے 325 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا تھا۔قریباً ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد راستہ میں ایک ریسٹورنٹ میں کچھ دیر کے لئے رُکے پھر آگے روانگی ہوئی۔راستہ میں ایک جگہ رُک کر گاڑیوں میں پٹرول ڈلوایا گیا اور یہ سفر جاری رہا۔رات نو بجکر دس منٹ پر حضور انور واپس پیدرو آباد پہنچے۔جہاں احباب جماعت مرد وخواتین حضور انور کی آمد کے منتظر تھے اور قطاروں میں کھڑے تھے۔حضور انور نے گاڑی سے اترتے ہی سب کو السلام علیکم کہا اور فرمایا اب نماز کی تیاری کریں۔دس بجے حضور انور نے مسجد بشارت میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

12/جنوری 2005ء بروز بدھ:

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نماز فجر مسجد بشارت پیدرو آباد میں پڑھائی۔صبح دس بجے سپین کے مشہور تاریخی شہر اشبیلیہ (Sevilla) کے لئے روانگی ہوئی۔روانگی سے قبل حضور انور نے دعا کروائی۔

اشبیلیہ، پیدرو آباد سے 180 کلومیٹر کے فاصلہ پر جنوب کی طرف واقعہ ہے۔712ء میں مسلمانوں نے یہاں پر قبضہ کیا اور پھر گیارھویں صدی عیسوی میں اس شہر کو خلیفہ قرطبہ سے آزادی حاصل ہوئی۔ خلیفہ یعقوب المنصور نے جس کا دور حکومت 184 تا 1199ء ہے۔اشبیلیہ کو کافی ترقی دی اور ایک بہت بڑی مسجد بنائی۔

1128ء میں عیسائیوں نے اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا اور اس مسجد کی جگہ گرجا (چرچ) بنایا جو 'Catedral De Giralda کہلاتا ہے۔

بارہ بجے کے قریب حضور انور اشبیلیہ پہنچے اور اس مسجد کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔حضور انور کو مسجد دکھانے کا باقاعدہ انتظام کیا گیا تھا اور مسجد میں ایک ایسے دروازے سے لیجایا گیا جو عام ٹورسٹ کے لئے نہیں کھولا جاتا۔چرچ کے پادری نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

یہ مسجد بھی جو اب ایک چرچ بن چکا ہے۔بہت وسیع وعریض اور بہت خوبصورت ہے اور مسلمانوں کی شان وشوکت اور عظمت وطاقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔حضور انور نے مسجد کے مختلف حصے دیکھے۔ایک حصہ میں کرسٹوفر کولمبس جس نے امریکہ دریافت کیا تھا اُس کی لاش دفن ہے۔وہ اسطرح کہ لوہے کے چار مجسمے اس کی لاش کے صندوق کو (جو لوہے کا بنا ہوا ہے) اٹھائے ہوئے ہیں۔اور خیال کیا جاتا ہے کہ لاش اسی جگہ نیچے زمین میں دفن ہے۔صندوق میں نہیں۔

اس مسجد کا ایک بہت اونچا اور کافی چوڑا مینار بھی ہے۔اس مینار کی بلندی 100 میٹر ہے۔اس مینار پر چڑھنے کے لئے سیڑھیاں نہیں بنائی گئیں بلکہ سلوپ (Slope) بنائے گئے ہیں جن کی تعداد 34 ہے۔مسلمانوں کے زمانے میں مؤذّن گھوڑے پر بیٹھ کر آذان دینے کے لئے مینار کے اوپر چڑھتا تھا۔اس مینار کے اندر جگہ جگہ پرانی یادگار چیزیں رکھی گئی ہیں۔جن میں اس مسجد کا ایک دروازہ اور کئی مربع فٹ پر پھیلی ہوئی ایک گھڑی کی مشینری بھی ہے۔

حضور انور اس مینار کے اوپر تک تشریف لے گئے۔گائیڈ ساتھ تھا جو ساتھ ساتھ مختلف اشیاء کے بارہ میں بتاتا جاتا تھا۔مینار کے اوپر جا کر ایک ایسی جگہ بنی ہوئی ہے جہاں انسان چاروں طرف گھوم کر اشبیلیہ شہر کا نظارہ کر سکتا ہے۔یہاں سے قریباً سارا شہر ہی نظر آتا ہے۔شہر میں جگہ جگہ مسلمانوں کے دور کی پرانی عمارتیں ان گزرے ہوئے دنوں کی یاد دلاتی ہیں۔اس جگہ سے اوپر بھی مینار کی انتہائی حد تک سیڑھیاں جاتی ہیں لیکن اس جگہ سے اوپر ٹورسٹ نہیں جاسکتے۔حضور انور کیلئے مزید اوپر جانے کے لئے خصوصی طور پر دروازہ کھولا گیا اور حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ اور وفد کے دوسرے افراد مینار کی آخری حد تک اوپر گئے۔حضور انور نے تصاویر بھی بنائیں۔اس مینار سے اشبیلیہ کی وہ چھوٹی مسجد بھی نظر آتی ہے جو مسلمانوں نے اس بڑی مسجد سے قبل تعمیر کی تھی۔غرناطہ کے ''الحمراء محل'' کی طرح اشبیلیہ میں بھی مسلمانوں نے ''القصر'' ایک خوبصورت محل تعمیر کیا تھا۔یہ محل بھی اس مینار سے نظر آتا ہے۔کچھ دیر مینار کے اوپر رُکنے کے بعد حضور انور واپس نیچے تشریف لائے اور مسجد کے بعض حصوں کو دیکھا۔مسجد کے محراب کی نشاندہی کی گئی ہے۔حضور انور نے اُسے بھی دیکھا اور گائیڈ سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔

یہ مسجد جو اب چرچ بن چکا ہے۔اس عمارت کی اونچائی 56 میٹر ہے اس میں موسیقی کے آلات رکھے ہوئے ہیں جن کو بجا کر عیسائی لوگ عبادت کرتے ہیں۔نیز حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت مریم کی تصویریں بھی آویزاں ہیں جو یہاں کے مشہور مصوّروں کی مصوّری کا نمونہ ہیں۔

اس مسجد (موجودہ چرچ) کے وزٹ کے بعد حضور انور ''القصر'' (Al-Cazar) محل دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے جو اس مسجد سے چند سو گز کے فاصلہ پر تعمیر کیا گیا تھا۔اس محل کی تعمیر کے لئے غرناطہ سے آرکیٹیکٹ اور ماہرین منگوائے گئے تھے۔یہی وجہ ہے کہ الحمراء اور القصر کی بناوٹ اور نقش ونگاری میں خاص مشابہت پائی جاتی ہے۔یہ محل بہت ہی وسیع وعریض اور بہت ہی خوبصورت اور دیدہ زیب ہے۔اس محل کا بہت خیال رکھا گیا ہے اس لئے اب تک بہت اچھی حالت میں موجود ہے۔اس محل کے ایک حصّہ میں اب بھی ملک سپین کا بادشاہ آ کر قیام کرتا ہے۔اس محل کے اندر نماز پڑھنے کی جگہ بھی مخصوص ہے۔اس کے علاوہ بہت سارے باغات اور تالاب اور فوّارے لگے ہوئے ہیں۔بادشاہ کی رہائش بہت خوبصورت ہے اور محل کے اندر جا بجا قرآنی آیات اور کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔حضور انور نے سارے محل کا وزٹ فرمایا اور بعض حصوں کی خصوصاً جہاں قرآنی آیات درج تھیں تصاویر بنائیں۔اور محل کے وسیع وعریض باغات میں سے بعض حصوں کا وزٹ فرمایا۔یہ محل فنِ تعمیر اور نقش ونگاری کا شاہکار ہے۔

اس محل سے کچھ فاصلے پر Restaurante Santa Cruz میں ظہر وعصر کی نمازوں اور دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا۔حضور انور محل کے وزٹ کے بعد پیدل ہی اس ریسٹورنٹ میں تشریف لائے۔جہاں حضور انور نے 2:30 بجے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور اس کے بعد کھانا تناول فرمایا۔

یہاں سے چار بجے واپس پیدرو آباد کے لئے روانگی ہوئی اور پانچ بجکر چالیس منٹ پر پیدرو آباد پہنچے۔

6:30 بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری ملاقاتیں کیں۔

7:30 بجے حضور انور نے ''مسجد بشارت'' میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

13/جنوری 2005ء بروز جمعرات:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد بشارت پیدروآباد میں پڑھائی۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہے۔

مبلغین کے ساتھ میٹنگ

12 بجکر چالیس منٹ پر سپین کے مبلغین مکرم عبداللہ ندیم صاحب، ملک طارق احمد صاحب محبوب الرحمٰن صاحب، کلیم احمد صاحب اور عبدالصبور صاحب کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ جو 1:30 بجے تک جاری رہی۔ حضور انور نے تبلیغی لحاظ سے اور تربیتی لحاظ سے مختلف پہلوؤں سے تفصیلی جائزے لئے اور ان مبلغین کو نہایت قیمتی نصائح اور ہدایات سے نوازا اور سپین میں انقلابی رنگ میں کام کرنے کے لئے مبلغین کی راہنمائی فرمائی۔ سپین اور پرتگال میں زمین کی خرید اور نئی مساجد کی تعمیر کا بھی حضور انور نے جائزہ لیا اور ہدایات دیں۔

1:30 بجے حضور انور نے مسجد بشارت میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

14/جنوری 2005ء بروز جمعۃ المبارک:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بشارت پیدروآباد میں پڑھائی۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دئے۔

دو بجے حضور انور نے 'مسجد بشارت' میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ Live نشر کیا گیا۔ اس خطبہ میں حضور انور نے سپین میں ویلنسیا (Valencia) کے مقام پر ایک اور مسجد بنانے کی عظیم الشان تحریک فرمائی۔ (اس خطبہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہو چکا ہے)۔

خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور نے نماز جمعہ کے ساتھ ہی نماز عصر بھی جمع کر کے پڑھائی۔

ساڑھے پانچ بجے حضور انور نے قریباً ایک گھنٹہ پیدروآباد کے نواحی علاقہ میں پیدل سیر کی۔ آج سپین میں قیام کا آخری روز تھا۔ حضور انور کی معیت میں پیدل سفر کرنے والے احباب جماعت کی تعداد 45 سے زائد تھی۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ حضور کے یہاں قیام کی ان آخری گھڑیوں میں اپنے پیارے آقا کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرے۔ سیر کے بعد ساڑھے چھ بجے حضور انور واپس تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں فرمائیں۔

ساڑھے سات بجے حضور انور نے مسجد بشارت میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

15/جنوری 2005ء بروز ہفتہ:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بشارت پیدروآباد میں پڑھائی۔ آج پیدروآباد سپین

Jalebe

سے واپس فرانس اور پھر لندن کے لئے روانگی تھی۔ صبح نو بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اس موقعہ پر موجود احباب جماعت کو شرف مصافحہ بخشا۔ خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ حضور انور نے دعا کروائی اور قافلہ عازم سفر ہوا۔

Manzanares اور Albasete کے شہروں سے گزرتے ہوئے 475 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ڈیڑھ بجے Yativa نامی قصبہ کے ایک ملحقہ علاقہ Llosa De Ranes پہنچے جہاں ڈاکٹر عطا الٰہی منصور صاحب ابن مکرم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر مرحوم کے گھر نماز ظہر وعصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا۔ یہ سارا علاقہ مالٹے کے باغات سے بھرا ہوا ہے۔ اور یہ باغات سینکڑوں میل پر پھیلے ہوئے ہیں۔ صدیوں پہلے مسلمانوں نے اپنے دور میں اس علاقہ میں مالٹے کے باغات لگائے تھے اور ان کی سیرابی کا نظام قائم کیا تھا۔ چنانچہ آج تک سیرابی کے اسی نظام سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔

دو بجے حضور انور نے ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب کے گھر کی بالائی منزل پر جو جگہ نماز کے لئے مخصوص کی گئی تھی وہاں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد حضور انور رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ گھر کے سامنے مالٹوں کے باغات تھے اور دور پہاڑوں پر مسلمانوں کے دور کے قلعے نظر آرہے تھے۔ ڈاکٹر منصور صاحب نے ان قلعوں کی تاریخ کے بارہ میں بتایا۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے باہر کھڑے نظارہ کرتے رہے اور امیر صاحب سپین اور ڈاکٹر صاحب کے ساتھ مسجد کی زمین کے تعلق میں گفتگو فرمائی۔

تین بجے دعا کے بعد یہاں سے اگلے سفر کے لئے روانگی ہوئی۔ یہ سفر بھی کافی لمبا تھا۔ سپین کے مشہور شہروں Terragona، Castello، Valencia اور Barcelona سے گزرتے ہوئے 513 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد شام ساڑھے سات بجے Girona شہر پہنچے جہاں ایک ہوٹل Novatel میں جماعت سپین نے رات کے قیام کا انتظام کیا تھا۔ یہاں جماعت بارسلونا کے صدر جماعت نے اپنے خدام کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔

ساڑھے آٹھ بجے حضور انور نے یہاں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ ہوٹل کا ایک چھوٹا ہال نمازوں کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ جماعت بارسلونا نے یہاں میزبانی کے فرائض سرانجام دئے۔ رات کا کھانا وہ بارسلونا سے تیار کر کے ساتھ لائے تھے۔

16/جنوری 2005ء بروز اتوار:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ہوٹل میں پڑھائی۔ پروگرام کے مطابق آج صبح یہاں سے روانہ ہو کر رات پیرس (فرانس) پہنچنا تھا۔ صبح نو بج کر دس منٹ پر یہاں سے دعا کے بعد فرانس کے لئے روانگی ہوئی۔ یہاں سے فرانس کا بارڈر Janquera ساٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ پچاس منٹ کے سفر کے بعد دس بجے بارڈر پر پہنچے۔ بارڈر کراس کرنے کے بعد چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک پارکنگ ایریا میں امیر صاحب فرانس اپنے نائب امراء، صدر خدام الاحمدیہ اور چند خدام کے ساتھ حضور انور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

سپین سے ساتھ آنے والا جماعت کا وفد جو امیر صاحب سپین، مبلغ انچارج صاحب سپین، مبلغ سلسلہ بارسلونا، صدر خدام الاحمدیہ اور ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب اور بارسلونا جماعت کے تین خدام پر مشتمل تھا قافلہ کو بارڈر کراس کروا کر یہاں چھوڑنے آیا تھا۔ اس وفد نے پروگرام کے مطابق یہاں سے واپس چلے جانا تھا۔ حضور انور نے ان سبھی احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور تصاویر بھی اتاری گئیں۔ فرانس کے وفد نے بھی اس موقعہ پر شرف مصافحہ حاصل کیا۔

یہاں سے ساڑھے دس بجے پیرس کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد Millau کے مقام پر دنیا کا سب سے بلند ترین پُل کراس کیا۔ یہ پُل دو پہاڑی چوٹیوں کے درمیان بنایا گیا ہے اور نیچے انتہائی گہری وادی ہے۔ اس پُل کا شمار Wonders of the World میں ہوتا ہے۔ اس پُل کی لمبائی اڑھائی کلومیٹر ہے اور اونچائی 300 میٹر ہے۔ اور یہ پُل 32 میٹر چوڑا ہے۔ اس میں 14000 ٹن لوہا استعمال ہوا ہے اور 205000 ٹن کنکریٹ استعمال ہوا ہے۔ اس کے ایک ستون کا وزن 33000 ٹن ہے۔ یہ سات ستونوں پر مشتمل ہے۔

15/جون 2002ء کو اس پُل کی تعمیر شروع ہوئی تھی اور 16/دسمبر 2004ء کو اس پُل کا افتتاح ہوا اور یہ عوام کے لئے اور سفر کے لئے کھولا گیا۔

جماعت فرانس نے Millau شہر کے ایک ہوٹل Hotel Murcus International Millau میں دوپہر کے کھانے اور ظہر وعصر کی نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا ہوا تھا۔ ساڑھے بارہ بجے حضور انور اس جگہ پہنچے اور کھانا تناول فرمانے کے بعد پونے دو بجے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

اس مذکورہ پُل کے اوپر سے گزرتے ہوئے اس کی بلندی کا اتنا احساس نہیں ہوتا۔ حکومت نے ٹورسٹ کے لئے پُل کے نیچے پُل کا نظارہ کرنے کے لئے ایک مخصوص جگہ اور ایک میوزیم بنایا ہے۔ جہاں پُل کی تعمیر کے آغاز سے لے کر اس کی تکمیل تک کی فلم بھی دکھاتے ہیں۔

Millau سے اگلے سفر پیرس کے لئے روانگی سے قبل راستہ میں کچھ دیر کے لئے دنیا کے اس عجوبہ کو دیکھا گیا۔ اس کے بعد پیرس کے لئے روانگی ہوئی۔

210 کلومیٹر کے مزید سفر کے بعد پانچ بجے سہ پہر ایک ہوٹل Aire Des Volcans میں کچھ دیر کے لئے رکے۔ جہاں جماعت نے چائے وغیرہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ یہ ہوٹل پہاڑیوں پر مشتمل ایک خوبصورت وادی میں واقع ہے اور ارد گرد کا نظارہ بہت خوبصورت ہے۔

یہاں سے پونے چھ بجے آگے روانگی ہوئی اور رات نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پیرس مشن ہاؤس پہنچے۔ جہاں احباب جماعت مرد وخواتین نے حضور انور کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔

نو بج کر بیس منٹ پر حضور انور نے 'بیت السلام' پیرس میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

17/جنوری 2005ء بروز سوموار:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے 'بیت السلام' پیرس میں پڑھائی۔ آج دورہ فرانس کا آخری دن تھا اور پروگرام کے مطابق پیرس سے لندن کے لئے روانگی تھی۔

صبح نو بج کر پچیس منٹ پر حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور روانگی سے قبل دعا کروائی۔ دعا کے بعد قافلہ فرانس کی بندرگاہ Calais کے لئے روانہ ہوا۔ مشن ہاؤس پیرس سے Calais کا فاصلہ قریباً 300 کلومیٹر ہے۔

راستہ میں Calais سے دس کلومیٹر قبل Coquelles کے مقام پر Hotel Holiday Inn میں جماعت نے ظہر وعصر کی نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا تھا۔ پونے ایک بجے حضور انور نے یہاں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اور پھر آگے Calais کے لئے روانگی ہوئی۔ ایک بج کر دس منٹ پر Calais پہنچے۔ امیر صاحب فرانس اپنے نائب امراء، صدر صاحب خدام الاحمدیہ اور مجلس عاملہ کے چند ممبران اور خدام کے ساتھ حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے ساتھ آئے تھے۔ حضور انور نے ان ساتھ آنے والے تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ امیگریشن وغیرہ کی کارروائی و دیگر امور مکمل ہونے کے بعد دو بجے بعد دوپہر بحری جہاز P&O میں سوار ہوئے جو قریباً سوا دو بجے برطانیہ کی بندرگاہ Dover کے لئے روانہ ہوا۔ یہ ایک بڑا بحری جہاز ہے۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد برطانیہ کے مقامی وقت کے مطابق پونے تین بجے Dover پہنچے۔ برطانیہ اور فرانس کے وقت میں ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔

Dover پورٹ پر مکرم منصور احمد شاہ صاحب نائب امیر یو کے نے بعض جماعتی عہدیداروں کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔

یہاں سے سوا تین بجے قافلہ مسجد فضل لندن کے لئے روانہ ہوا۔ Dover سے مسجد فضل کا فاصلہ 109 میل ہے۔ قریباً دو گھنٹے کے سفر کے بعد سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرانس اور سپین کے انتہائی بابرکت اور کامیاب دورہ کے بعد مسجد فضل پہنچے۔ جہاں احباب جماعت مرد وخواتین کی ایک بڑی تعداد نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ بچیاں خوبصورت لباس میں ملبوس استقبالیہ نغمے پڑھ رہی تھیں۔

حضور انور نے بچیوں کے پاس تشریف لا کر ان کا حال پوچھا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

❁❁❁❁❁❁

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِي نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

قبائل عاد اور ثمود

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا اپریل 2004ء میں مکرم ڈاکٹر میاں محمد طاہر صاحب کا ایک تحقیقی مضمون شامل اشاعت ہے جس میں عاد اور ثمود قوموں کے بارہ میں قرآنی تعلیمات کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

عاد اور ثمود نامی قوموں کا ذکر قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر آیا ہے۔ بعض آیات میں تو ان کو سزا دیئے جانے کا تذکرہ ہے اور بعض آیات میں ان کی صنعتوں کا ذکر کہ وہ کیا کرتے تھے اور جس پر وہ فخر کرتے تھے اور بعض آیات میں سزا کیسے دی گئی اور کیوں دی گئی کا ذکر ملتا ہے۔

اگر ان سب آیات کو پیش نظر رکھا جائے تو اس قوم کی نشاندہی بھی ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ کون تھے اور کہاں پہاڑوں کو کاٹ کر مکان، محل، قلعے اور شہر پناہ بناتے تھے اور ان پر فخر کرتے اور اِتراتے تھے اور جب ان پر 8 دن اور 7 راتیں ہوا چلائی گئی تو وہ قوم مکمل طور پر تباہ ہو گئی اور کھجور کے کھوکھلے تنے کے برابر ہو گئے۔ چونکہ یہ قومیں بنی اسرائیل میں سے نہیں تھیں اس لئے ان کا اور ان کی طرف بھجوائے جانے والے انبیاء کا ذکر بائبل میں نہیں ملتا۔

عاد کی قوم کی طرف حضرت ھود علیہ السلام اور ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام مبعوث فرمائے گئے۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ ان کے عمارتیں بنانے کا ذکر آتا ہے کہ وہ پہاڑ کھود کھود کر بڑے بڑے محل اور فصیلیں بناتے تھے۔ ان پر عذاب کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ثمود اور عاد نے بھی قارعہ کو جھٹلایا تھا (جو اُس زمانے کے عذاب کی خبر تھی)۔ چنانچہ ثمود ایک ایسے عذاب سے ہلاک کئے گئے جو شدت میں انتہاء کو پہنچ گیا تھا۔ اور عاد ایک ایسے عذاب سے ہلاک کئے گئے جو ہوا کی صورت میں آیا تھا جو یکساں چلتی جاتی تھی اور سخت تیز تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ مغربی محققین کہتے ہیں کہ ہمیں عاد قوم کا نشان نہیں ملتا اس لئے عاد قوم کوئی تھی ہی نہیں۔ عاد قوم ایک قوم نہ تھی بلکہ یہ قوموں کا مجموعہ تھی۔ جیسے آریہ قوم کوئی ایک قوم نہ تھی، آریہ لوگ وہ تھے جو مشرقِ وسطیٰ سے جسے آج کل ترکی کہتے ہیں ہجرت کر کے ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔ یہ ایک گروہ یا ایک قوم نہ تھی۔ بلکہ قوموں کا مجموعہ تھا جو ہندوستان کے مختلف علاقوں میں جا بسے۔ انہوں نے اپنے قبیلے کے نام کا اظہار کیا لیکن آریہ کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ اسی طرح عاد ایک عام نام تھا اس میں مختلف قبیلے شامل تھے اور ہو سکتا ہے کہ ثمود بھی اسی عاد کا ہی ایک قبیلہ ہو جو پھر ترقی کرتے کرتے بہت کامیاب اور بڑا ہو گیا۔ ثمود عاد کے بعد ہوئے اور انہوں نے انہی بنیادوں پر اور انہیں شہروں پر حکومت کی اور وہی کام کئے اور اسی صنعت و حرفت میں ترقی کی۔ یعنی پہاڑوں چٹانوں کو کاٹ کر مکانات، محلات، مزار، دوکانیں، کھیلوں کے میدان، فصیلیں اور قلعے بناتے تھے۔ اس قوم کا حشر وہی ہوا جو عاد کا ہوا تھا یعنی تباہ کر دیئے گئے۔

عاد اور ثمود کے بسنے کا امکان کہاں ہو سکتا ہے؟ ان دنوں تاریخ لکھنے کا تو کوئی رواج نہ تھا، ہاں کتبوں پر لکھنے کا رواج تھا۔ ثمود قوم کے کچھ کتبے دریافت ہوئے ہیں لیکن اس پر تحریرات نہیں ہیں۔ دنیا میں تین مقامات ایسے ہیں جہاں اُن کے آثار پائے جانے کے امکانات ہو سکتے ہیں۔

ایک تو ترکی میں لاکھوں کی تعداد میں تکونی یا مخروطی چٹانیں ہیں جن کو اندر سے کھوکھلا کر کے مکانات بنائے گئے تھے۔ اب بھی جن میں لوگ رہتے ہیں لیکن نہ تو ان سے محلات بن سکتے ہیں نہ فصیل بن سکتی ہے اور نہ ہی ان کی تعمیرات اور صناعی پر کوئی فخر کر سکتا ہے۔ اس قسم کی چٹانوں کا نام Capadoeia ہے۔ یہ تقریباً سارے ملک میں پھیلی ہوئی ہیں اور لاکھوں سال قبل آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے اور لاوا کے بہنے سے بنی ہیں۔ ان کی تباہی کے کوئی آثار بھی نظر نہیں آتے۔ اس لئے یہ ملک یا مقام وہ نہیں ہے جسے عاد اور ثمود کا گھر کہہ سکیں۔

یمن میں بھی ایک اب شہر ہے جو ریت میں دَب چکا ہے اور اس کے نشانات کے علاوہ کوئی اور چیز نظر نہیں آتی۔ نہ تو چٹانیں ہیں اور نہ کوئی شہر پناہ کے آثار ملتے ہیں۔ کم از کم پہاڑ تو نظر آنا چاہئے۔

تیسری جگہ شرقِ اردن میں ہے اس کا نام Petra ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں Under Middle Eastern Religion کے تحت لکھا ہے کہ مسلمان اسے ثمود قوم کی جگہ بتاتے ہیں لیکن یہ غلط ہے۔ انسائیکلوپیڈیا میں اس کے غلط ہونے کی کوئی وجہ نہیں لکھی لیکن تعمیراتی بیانات کے لحاظ سے جو باتیں قرآن مجید میں ہیں وہ سب اس کے اوپر پوری اترتی ہیں۔

قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ عاد کی قوم کے بعد ثمود کی قوم آئی۔ یہ دونوں ایک دوسرے کا حصہ تھیں یا ایک قوم۔ اس کا علم نہیں ہے۔ ثمود قوم کے سکے بھی دریافت ہوئے ہیں۔ یہ دونوں قومیں صنعت و حرفت کے لحاظ سے ایک ہی قسم کے کام کرتی تھیں۔ دونوں قوموں کے انجینئر چٹانوں اور ٹیلوں کو کاٹ کر مکانات، محلات، قبرستان اور کھیلوں کے میدان بناتے تھے۔ اور اس صنعت پر بہت فخر کرتے تھے۔ ثمود قوم کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ اور عاد قوم کے قبیلوں کی طرف حضرت ھودؑ کو مبعوث فرمایا تھا۔ سورۃ ھود کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لکھا ہے کہ یہ قومیں عربی النسل تھیں۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں بھی یہی لکھا ہے کہ ثمود قوم عربی قوم تھی جو شاید حضرت اسماعیلؑ کے بڑے بیٹے سے شروع ہوئی تھی۔ حضرت اسماعیلؑ کے بارہ لڑکے تھے۔ جن سے بارہ قبیلے بنے۔ بڑا لڑکا بنایوت تھا۔ انگریزی بائبل میں بڑے لڑکے کا نام Neba Joth لکھا ہے۔ اور یہ اُس کا قبیلہ تھا جو عاد اور ثمود قوم کا بانی مبانی بنا۔ چنانچہ اس قوم کا انگریزی نام Nabataens تھا۔ انسائیکلوپیڈیا کے مطابق ابتداء میں یہ قبیلے بدوؤں کی طرح مدین اور حجاز کے علاقوں میں گھومتے پھرتے تھے۔ اور پھر آہستہ آہستہ Neger شمالی عرب اور اردن میں بس گئے۔ ان کا دارالخلافہ Petra تھا۔ جو اردن میں واقع ہے۔ ان کی زبان Aramie تھی جو کہ 300-600 قبل مسیح ان علاقوں میں بولی جاتی تھی۔ یہی (کچھ فرق کے ساتھ) حضرت عیسیٰؑ کی بھی زبان تھی۔ اس قوم کی بڑی طاقت اس وقت ہوئی جب ان کا بادشاہ Aretas IV تھا۔ جس نے قبل مسیح سے 40 عیسوی تک حکومت کی۔

عاد اور ثمود کی عمارات کی خوبصورتی اور صنعت کو دیکھ کر آج بھی انسان حیران ہو جاتا ہے کہ اس قوم نے کتنی ترقی کی ہو گی اور پھر یہ کہ ان میں پانی اور ہوا کی آمد و رفت کا بھی کوئی طریقہ ہو گا۔ یہ عمارات آج بھی نہایت خوبصورت سرخ اور گلابی رنگ کی ہیں۔

دارالحکومت Petra ایک زمانہ تک دنیا کی آنکھوں سے چھپا رہا۔ اس کا علم صرف صحرا میں زندگیاں گزارنے اور گھومنے پھرنے والے بدوؤں کو تھا۔ یا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اس کا تذکرہ کیا اور نبیوں کا انکار کرنے پر ان بستیوں کی تباہی کا بھی ذکر کیا۔ نبیوں کا انکار کرنے والا اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچ نہیں سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اور اس کی سنت کبھی تبدیل نہیں ہوتی۔ لیکن چونکہ دونوں انبیاء اسرائیلی نہیں تھے اور نہ ہی اسرائیل کے لئے مبعوث کئے گئے تھے اس لئے بائبل میں ان کا ذکر نہیں ہے۔ یہ قومیں عربی تھیں اس لئے ان میں انہی میں سے انبیاء آئے۔

Petra یوں دریافت ہوا کہ اگست 1882ء میں سوئٹزرلینڈ کا باشندہ جان برک ہارڈ سیاحت کے لئے نکلا تو کچھ عرب قبائلیوں سے اُس کی ملاقات شام سے مصر جاتے ہوئے ہوئی۔ ان بدوؤں نے بتایا کہ یہاں ایک وادی ہے جو وادی موسیٰ کے نام سے مشہور ہے اور وہاں پرانی عمارات کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اس پر اُسے تجسس ہوا اور اس نے عربوں کا حلیہ اختیار کر کے داڑھی بڑھالی اور سر کا عمامہ اور باقی لباس بھی وہی پہنا۔ پھر ایک عرب بدو کو معمولی مشاہرہ پر رکھ لیا۔

اسے شام سے قاہرہ کے سفر کے دوران راستہ تبدیل کرنے کے لئے کوئی وجہ چاہئے تھی تاکہ عرب بدو اسے لُوٹ کر مار ہی نہ ڈالیں۔ چنانچہ اس نے عرب بدوؤں کو بتایا کہ وہ ایک ساحر ہے اور خزانہ کی تلاش میں ہے اور اس کا عہد ہے کہ وہ حضرت ہارونؑ کی قبر پر ایک بکری کی قربانی دے گا۔ چنانچہ وہ ایک بکری، کچھ پانی اور خوراک اپنے ہمراہ لے کر بدوؤں کے ساتھ وادی موسیٰ میں بڑھتا گیا یہاں تک کہ ان کے سامنے پہاڑ کی دیوار کھڑی تھی۔ پھر اسے محسوس ہوا کہ وہ ایک کھائی کے دہانے پر کھڑا ہے جس کا راستہ ایک درّہ کی طرح پیچیدہ ہے۔ اسے یہاں کے لوگ SIQ کہتے تھے۔ عربی کی لغت میں اس سے ملتے جلتے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پانی جمع کرنے کی جگہ تھی جہاں سے زمین سیراب کی جاتی تھی۔ اس میں پانی وادی موسیٰ کے دریا سے لایا جاتا تھا۔ یہ جگہ تنگ تھی اور آسمان تھوڑا سا دکھائی دیتا تھا۔ آخر تقریباً 25 منٹ تک اس میں چلنے کے بعد انہیں دوسری طرف 90 فٹ بلند نظر آئی۔ اس سے آگے SIQ کا بیرونی منہ تھا۔ یہاں پر پتھروں کی پختہ سڑک تھی اور بڑے بڑے ستونوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ آگے گلابی اور سرخ رنگ کے محل، Gym، معبد خانے، مکان اور مقبرے اور تھیٹر پھیلے ہوئے تھے اور شہر کی فصیل کے بھی آثار پائے جاتے تھے۔ یہ تمام عمارات جنہوں نے دنیا کو حیران کر دیا، چٹانوں اور پہاڑوں کو کاٹ کر بنائی گئی تھیں اور یہی وہ تعمیرات اور صناعی تھی جس پر وہ فخر کرتے تھے۔ اس شہر کی دریافت قرآن مجید کی حقانیت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن قوموں کی ترقی کا ذکر کر کے فرماتا ہے کہ ہم نے عاد پر ہوا اور ثمود پر گونج دار آواز کا عذاب بھیجا جس نے ان کو تباہ کر دیا۔

جان برک ہارڈ کے بعد ایک فرانسیسی Leon de Laborle اور ایک امریکن ایڈورڈ رابنسن جو بائبل کا محقق تھا اور ایک انگریز مصور ڈیوڈ رابرٹ یہاں آئے تھے۔ جس کے بعد تمام دنیا سے سیاح آنے لگ گئے۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹؍جولائی ۲۰۰۴ء میں شامل اشاعت مکرم پرویز پروازی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

لئے جاتا ہے ہمیں ترکِ نسب سے آگے
راہ میں کوئی تو ہے راہِ طلب سے آگے
پئے اظہارِ جنوں بسکہ بڑھا لی ہم نے
وسعتِ عرضِ ہنر عارض ولب سے آگے
خوئے تسلیم یہی ہے سرِ تسلیم ہو خم
اور حد کوئی نہیں حدِ ادب سے آگے
ہم تو رہتے ہیں محبت کے ادب میں پیچھے
لوگ ہوتے ہیں کسی اور سبب سے آگے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

25th February 2005 – 3rd March 2005

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 25th February 2005

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:45 Children's Class with Hazoor. Recorded on 8th May 2004.
01:45 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no.103. Recorded on 14th February 1997.
02:55 MTA Sports: A Kabaddee match , Lahore vs. Sarghoda.
03:40 Seerat Sahaba Rasool (saw)
04:10 Children's Class [R]
06:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:50 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 1, recorded on 17th July 1994.
08:00 Siraikhee Service. No. 1.
08:40 Bengali Mulaqa'at. A Q/A session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at with Bangla speaking guests. Recorded on 16th November 1999.
09:50 Indonesian Service
10:55 Children's Class [R]
12:05 Tilaawat & MTA News
13:00 Live Friday Sermon: Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
14:25 Dars-e-Hadith [R]
14:35 Bengali Mulaqa'at [R]
15:35 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:05 Friday Sermon [R]
17:10 Interview with Mohammad Ilyas Muneer
18:15 Urdu Mulaqa'at: Session 103. [R]`
19:30 Liqaa Ma'al Arab: session 1. [R]
20:40 Friday Sermon [R]
21:50 Urdu Mulaqa'at: Session 103 [R]
22:55 Interview with Mohammad Ilyas Muneer. [R]

Saturday 26th February 2005

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 25th February 2005.
02:20 Quiz Anwar-ul-Aloom.
02:50 Question and Answer session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV.
03:55 Kehkashaan
04:20 Moshaairah: An evening of Poetry.
05:30 MTA Variety: Presentation of MTA Studios Australia.
06:05 Tilaawat, Darse Hadith & MTA News
07:10 Liqaa Ma'al Arab: Question and Answer session in Arabic & English with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 2, recorded on 24th July 1994.
08:10 French Service: Various Programmes in French language.
09:05 Question and Answer Session [R]
10:05 Indonesian Service: A variety of programmes.
10:55 Friday Sermon [R]
12:05 Tilawaat & MTA News
12:50 Bangla Shomprochar
13:50 Intikhab-e-Sukhan: A live Nazm request programme
15:30 Bustan-e-Waqf-e-Nau class with Hazoor. Recorded on 26th February 2005.
16:30 Moshaairah: An evening of Poetry. [R]
17:45 Kehkashaan [R]
18:10 Ashab-e-Ahmad
18:45 Question & Answer Session [R]
20:00 Liqaa Ma'al Arab: session 2. [R]
21:00 Bustan-e-Waqf-e-Nau Class with Hazoor [R]
22:00 Moshaairah [R]
23:00 Question & Answer Session [R]

Sunday 27th February 2005

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
01:05 Bustan-e-Waqf-e-Nau class with Hazoor. Recorded on 26th February 2005.
02:05 Children's corner
02:25 Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV and English speaking guests. Recorded on 5th February 1985.
03:50 Piyaarai Mahdi Ki Piyaare Baatein.
04:20 Bustan-e-Waqf-e-Nau class with Hazoor. [R]
05:25 Seerat Masih Maud (as)
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News.
07:15 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 3, recorded on 7th August 1994.
08:25 Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 7th November 2003.
09:15 Question and Answer Session [R]
10:55 Indonesian Service
12:00 Tilaawat & MTA News
12:45 Repeat of Intikhab-e-Sukhan. Recorded on 26th February 2005.
14:15 Bangla Shomprochar
15:15 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 25th February 2005.
16:25 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) with Hazoor. Recorded on 27th February 2005.
17:30 Seerat Masih Maud (as) [R]
18:05 Question and Answer Session [R]
19:30 Liqaa Ma'al Arab: session 3. [R]
20:35 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) with Hazoor [R]
21:35 Children's corner [R]
22:00 Seerat Masih Maud (as) [R]
22:30 Question and Answer Session [R]

Monday 28th February 2005

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:40 Bustan-e-Waqf-e-Nau Class with Hazoor. Recorded on 26th February 2005.
01:40 Children's corner
02:15 Question and Answer session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV. Recorded on 15th February 1985.
03:20 Ilmi Khutabaat: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV in Rabwah, Pakistan. Recorded on Jalsa Salana Rabwah, 1967.
04:20 Quiz: Ruhaani Khazaa'en
04:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 20th February 2004.
06:00 Tilawaat, Dars-e-Hadith & MTA News [R]
06:40 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 4 recorded on 13th August 1994.
07:45 Learning Chinese with Muhammad Osman Chou. Class no. 369.
08:15 Jalsa Salana Qadian 2004: an Urdu speech by Mohammad Inam Ghousi Sahib on the topic of Khilafat.
08:50 Rencontre Avec Les Francophones: a weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV. Session 99, recorded on 6th March 2000.
09:50 Indonesian Service: variety of programmes.
10:55 Bustan-e-Waqf-e-Nau Class with Hazoor. [R]
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
12:55 Children's Corner [R]
13:30 Medical Matters: A discussion on skin infections by Dr Aysha Khan.
13:55 Bangla Shomprochar
15:05 Rencontre Avec Les Francophones [R]
16:05 Friday Sermon [R]
17:05 Quiz Ruhaani Khazaa'en [R]
17:45 Question and Answer Session [R]
19:20 Liqaa Ma'al Arab: session 4. [R]
20:25 Bustan-e-Waqf-e-Nau Class with Hazoor. [R]
21:25 Ilmi Khutabaat [R]
22:25 Question and Answer Session [R]
23:30 Medical Matters [R]

Tuesday 1st March 2005

00:05 Tilaawat, Dars, MTA News
00:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 20th February 2004.
02:00 Waaqe-Feene-Nau programme.
02:35 Question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 16th February 1985.
03:40 Rahe Hedayat. A discussion on the truth of Hadhrat Masih Maud (as). Programme no.6.
04:20 Lajna Magazine
05:00 Friday Sermon [R]
06:05 Tilawaat, Dars & MTA News
07:00 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) & Arabic speaking guests. Session 5, recorded on 20th August 1994.
08:05 Sindhi Service. A talk about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Jamaat.
09:00 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no. 104. Recorded on 21st February 2005.
10:05 Indonesian Service
11:05 Raahe Hadayat [R]
11:40 MTA Travel. Travel programme covering the political capital of the Netherlands, the Hague.
12:05 Tilaawat & MTA News
12:55 Seerat-un-Nabi (saw). An Urdu speech on the topic of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw). Delivered by Hafiz Muzaffar Ahmad.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Urdu Mulaqaat. Session no. 104. [R]
16:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) with Hazoor. Recorded on 27th February 2005.
17:10 Lajna Magazine [R]
17:50 Question and Answer session [R]
18:55 Raahe Hedayat. [R]
19:40 Liqaa Ma'al Arab: session 5. [R]
20:45 Waaqe-Feene-Nau [R]
21:20 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) [R]
22:20 Lajna Magazine [R]
22:55 Question and answer session [R]

Wednesday 2nd March 2005

00:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, MTA News
00:55 Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor recorded on 20th November 2004.
02:00 From the Archives. Friday sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir, Khalifatul Masih IV on 18th January 1985. On the topic of 'The guidance given by the Holy Quran.'
02:50 Guldastah
03:25 Question & Answer Session: English Q/A with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st March 1985.
04:45 Hamaari Kaa'enaat
05:15 Speeches from Jalsa Salana: a speech delivered by Maulana Mansoor Ahmad Khan about the preaching of Islam in Russian states. Recorded on 24th August 2001.
06:00 Tilawaat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Liqaa Ma'al Arab: a regular sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with Arabic speaking guests. Session 6, recorded on 17th September 1994.
08:00 Swahili Service. Including Dars-e-Hadith.
08:50 MTA Variety: Documentary about the leather tanning factory in Sialkot, Pakistan.
09:35 From the Archives [R]
10:30 Indonesian Service
11:25 Seerat Sahaba Rasool (saw).
12:00 Tilawaat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00 Speeches from Jalsa Salana [R]
13:40 Hamaari Kaa'enaat
14:05 Bangla Shomprochar
15:15 From the Archives [R]
16:00 Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor.[R]
17:10 Guldastah [R]
17:45 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
18:05 Question and Answer Session [R]
19:30 Liqaa Ma'al Arab: session 6. [R]
20:40 Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor.[R]
21:45 From the Archives [R]
22:30 Seerat Sahaba Rasool [R]
22:50 Hamaari Kaa'enaat [R]
23:20 Jalsa Speeches [R]

Thursday 3rd March 2005

00:05 Tilaawat, Ansar Sultan Al Qalm, MTA News.
01:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 25th February 2005.
02:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) with Hazoor. Recorded on 7th March 2004.
03:00 English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV and English speaking guests. Session no.104. recorded on 6th April 1997.
04:05 Urdu Adab Ka Ahmadiyya Dabistan
04:55 Moshaairah: an evening of poetry.
06:00 Tilawaat & MTA News
07:00 Liqaa Ma'al Arab: A regular sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with Arabic speaking guests. Session 7, recorded on 30th October 1994.
08:00 Pushto Muzakarah
08:45 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanations of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class No. 86. Recorded on 12th October 1995.
09:50 Indonesian Service
10:55 Moshaairah [R]
12:05 Tilawaat & MTA News
12:50 Urdu Adab Ka Ahmadiyya Dabistan [R]
13:45 Bengali Service.
14:45 Tarjamatul Qur'an Class No. 86 [R]
16:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) [R]
17:00 English Mulaqa'at: Session 104 [R]
18:05 Moshaairah [R]
19:30 Liqaa Ma'al Arab: Session 7. [R]
20:35 Friday sermon [R]
21:45 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) [R]
22:45 Tarjamatul Qur'an Class No. 86 [R]

Please note MTA2 will be showing French service, German service & Arabic service at 16:00GMT, 17:00GMT & 18:00GMT.

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 Friday February 25, 2005 Issue No. 08

آپ کے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ آپ نے ہمیشہ کے لئے غالب آنا ہے اور یہ غلبہ ہم نے دلوں کو جیت کر حاصل کرنا ہے

جلسہ سالانہ سپین کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب۔

جلسہ کے موقع پر صدر مملکت سپین و دیگر عمائدین کے خصوصی پیغامات۔

جماعت احمدیہ کی امن پسندی، انصاف اور انسانی خدمات کو خراج تحسین۔

جماعت کی ذیلی تنظیموں ،نیشنل مجلس عاملہ اور مبلغین سپین کے ساتھ میٹنگز ، چلڈرن کلاس ۔جبرالٹر کے گورنر سے ملاقات

(حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ کی سپین میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

8/جنوری 2005ء بروز ہفتہ:

صبح نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ نے مسجد بشارت میں تشریف لا کر پڑھائی۔آج جلسہ سالانہ سپین کا آخری دن تھا ۔صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہے۔

بیعت

چار بجے حضور انور جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد بیعت کی تقریب ہوئی تین پاکستانی اور ایک مراکش سے تعلق رکھنے والے دوست نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بیعت کی تقریب کے بعد چار بج کر پچپن منٹ پر جلسہ سالانہ کے آخری اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔

سب سے پہلے ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب ابن مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم نے جلسہ سالانہ سپین کے موقع پر صدر مملکت کی طرف سے موصول ہونے والا پیغام پڑھ کر سنایا۔ یہ پیغام سپینش میں تھا۔ ڈاکٹر منصور صاحب نے اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ پڑھ کے سنایا۔

سپین کے صدر مملکت کا خصوصی پیغام

سپین میں یہ پہلا موقع ہے کہ صدر مملکت نے اپنا پیغام جلسہ کے لئے بھیجا ہے۔غیر معمولی تائید ونصرت کے نظارے نظر آرہے ہیں ۔الحمد للہ ۔صدر مملکت HON.JOSE LUIS RODOIGUEZ ZAPATERO نے اپنے پیغام میں کہا:

”جماعت احمدیہ کے روحانی رہنما کی سپین آمد کے موقع سے استفادہ کرتے ہوئے میں آپ کو دلی طور پر خوش آمدید کہتا ہوں ۔اور بڑے زور سے اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ انسانیت کے مستقبل کے لئے ضروری ہے کہ مختلف مذاہب کے مابین گفتگو ہوتی رہے اور وہ عقائد بھی بار بار منظر عام پر لائے جائیں جن سے قوموں کے مابین امن قائم ہو سکے۔ اور انسانی حقوق کو فروغ دیا جائے اور نفرتوں اور جھگڑوں کو ختم کیا جائے جو ہمیں ایک دوسرے سے جدا کرتے ہیں اور مسلسل تباہ کر رہے ہیں ۔مزید خصوصی طور پر یہ کام جو پیدرو آباد میں کیا جارہا ہے یہ مختلف مذاہب کے لوگوں کو پر امن طریق پر اکٹھا کرنے کی بہترین مثال ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ کونسی جگہیں ہیں جہاں اخلاقی اور مذہبی اقدار پائی جاتی ہیں اور کون وہ لوگ ہیں جو مذہبی معاملات کو خلط ملط کر کے ان کو بگاڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔آج کی پُر مسائل دنیا اور مختلف قسم کے عقائد بڑے زور کے ساتھ ہماری توجہ اس طرف مبذول کروا رہے ہیں کہ مختلف قوموں ،ملکوں ،تہذیبوں کو اب اکٹھے مل کر پہلے سے بڑھ کر پیار و محبت کی فضا قائم کرنی چاہئے۔“

مذہبی امور کے ڈائریکٹر کا خطاب

سپین کے مذہبی امور کے ڈائریکٹر JOAQUIN MANTECON جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس میں بھی شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔صدر مملکت کے پیغام کے بعد انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ان کا خطاب بھی سپینش زبان میں تھا جس کا ترجمہ مکرم ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب نے پیش کیا۔ یہ بھی پہلا موقع ہے کہ حکومت کا کوئی نمائندہ جلسہ سالانہ سپین میں شامل ہوا ہے۔

ڈائریکٹر صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ:

”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب خلیفۃ المسیح محترم امیر صاحب و محترم نمائندہ مقامی حکومت اندلس۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ پرتگال اور مراکش (MOROCO) سے بھی کچھ دوست آئے ہوئے ہیں ۔اُن کو خوش آمدید کہتا ہوں ۔سب سے پہلے میں وزیر انصاف DR.JUAN FERNAO LOPEZ AGUILAX اور جنرل ڈائریکٹر آف Relegions جناب DR.Mercedes Rico کی طرف سے آپ کو سلام کہنا چاہتا ہوں ۔جن کی مَیں نمائندگی کر رہا ہوں اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج میرا آپ کے ساتھ ہونا میرے لئے خوشی اور سعادت مندی کی بات ہے ۔یقیناً یہی بات ہے ۔سپین اب ایسا ملک نہیں ہے جسے مذہب سے کچھ بھی لگاؤ نہ ہو۔ ہمارا قانون تمام جماعتوں کے سب افراد کی مکمل آزادی پر زور دیتا ہے ۔لیکن جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ ہمارا قانون تمام عوامی طاقتوں اور گروپوں کو تاکید کرتا ہے کہ مختلف جماعتوں کے عقائد کو سمجھتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھائیں۔

ہمارا قانون عوام کو سختی سے یہ نصیحت کرتا ہے کہ مختلف مذہبی جماعتوں کے عقائد کا خیال رکھتے ہوئے ان سے تعاون کریں ۔اور حکومت اور مذہبی جماعتوں کے مابین دلچسپی کے امور پر توجہ دیں۔لیکن حکومت کسی مذہبی جماعت کے عقائد میں دخل نہیں دیتی۔

انہی وجوہات کی بنا پر میں آپ کے سامنے وزارت کے نمائندے کے طور پر حاضر ہوں جو کہ چاہتی ہے کہ ہر ایک مذہب کو ان کے حقوق اور آزادی ضمیر کا حق دیا جائے ۔ظاہر ہے کہ ہر مذہبی جماعت یہ چاہتی ہے کہ حکومت اس کی مذہبی آزادی کو تسلیم کرے اور وہ اپنی جماعت کے افراد کے حقوق پورے کر سکے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان حقوق کی ادائیگی حکومت پر لازم ہے کیونکہ جمہوری حکومتیں ان حقوق کی ضامن ہوتی ہیں۔

مذہبی آزادی کی تنفیذ کے لئے ضروری نہیں کہ قوانین وضع کئے جائیں لیکن جب مذہبی آزادی میں رکاوٹیں ہوں تو ان کو دور کرنے کے لئے حکومت کو دخل دینا پڑتا ہے تاکہ ایسی صورت حال پیدا کی جائے کہ ہر فرد جو بھی اپنی ضروریات اپنی جماعت سے طلب کرتا ہے اسے حاصل ہو سکیں ۔اسی بنا پر 1980ء میں سب سے پہلے پارلیمنٹ میں مذہبی آزادی کا قانون پاس کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی کئی قسم کے چھوٹے چھوٹے قوانین اس کی فروعات کے طور پر پاس کئے گئے ۔اسی طرح 1992ء میں تعاون کے معاہدے اچھے مذاہب کے ساتھ کئے گئے۔ یعنی پروٹسٹنٹ ، یہودی اور مسلمانوں کے ساتھ ۔اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان قوانین میں کچھ کمیاں نظر آئیں اور نظر ثانی کی ضرورت پڑی ۔ہمارے شعبہ کے اہم کاموں میں سے ایک کام نظر ثانی کا بھی ہے۔اور اس کے لئے ہمیں مذہبی جماعتوں سے قریبی تعلقات استوار کرنے ہوتے ہیں ۔ ہمارا یہ فیصلہ اور خواہش ہے کہ ہم انصاف سے کام کریں اور ہمارے یہ فیصلے ہر ایک کی بنیادی مذہبی ضرورت کو پورا کر سکیں تاکہ ہر مذہب کے ساتھ ہمارا تعلق اور تعاون موثر اور نتیجہ خیز اور آسان ہو۔

لیکن یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے جس میں ہم سوچ سمجھ کر فیصلے کرتے ہیں اور کرنے ہوں گے ۔بعض کاموں میں لوگوں کو انتظار کرنا بہت زیادہ لگتا ہے لیکن جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کسی کام کو کرنا اتنا اہم نہیں ہوتا بلکہ اچھی طرح صحیح طریق پر کرنا اہم ہوتا ہے۔

ہم جماعت احمدیہ کی ایک تقریب میں موجود ہیں اور بہتر یہی ہے کہ ان باتوں کی بجائے آپ کی جماعت کے بارے میں گفتگو کروں ۔ مجھے علم ہے کہ جو پہلے احمدی مبلغ مولانا کرم الٰہی ظفر 1946ء میں تشریف لائے تھے۔یعنی 58 سال قبل۔58 سال کسی انسان کی زندگی میں ایک معنے رکھتے ہیں ۔یعنی میری ساری عمر اس کے برابر ہے۔لیکن 58 سال کسی جماعت کی زندگی میں کوئی مدّت نہیں کیونکہ جیسا کہ بائبل کہتی ہے کہ خدا کے نزدیک ہزار سال ایک دن کے برابر اور ایک دن ہزار سال کے برابر ہے ۔ایک مذہبی جماعت جو دائمی رہنے کی مدعی ہو ۔اس کے لئے یہ چند سال کچھ نہیں ہیں ۔جب 1946ء پر نظر ڈالتے ہیں تو بآسانی معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ سال اس احمدی مبلّغ کے لئے جو سپین میں نئے آئے تھے بہت ہی مشکل سال ہونگے ۔جب مذہبی اور تہذیبی ماحول بالکل مختلف تھا۔یعنی جو بھی باہر سے آتا تھا اسے شک کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اس وقت نہ مذہبی آزادی تھی نہ سول آزادی تھی اور ان کے چھ بچے تھے جن کو ایسے ماحول میں پلنا تھا لیکن ان کی متواتر محنت اور سب سے زیادہ یہ کہ ان کا ایمان ضائع نہیں گیا۔آج آپ سب لوگ ان کے پھل دیکھ سکتے ہیں ۔آپ لوگ اور یہ جگہ میری باتوں کا تصویری ثبوت ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں